SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, January 25, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الرَّحْمٰنُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَ (۳) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۴) اَلشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (۵) وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ (۶) وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ (۷) اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ (۸) وَاَقِيْمُوا
الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (۹) وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ (۱۰) فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ (۱۱)
وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (۱۲) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ (۱۳) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (۱۴) وَخَلَقَ
الْجَاۗنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (۱۵) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۱۶)
رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (۱۷) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۱۸)

(رحمٰن ۱ تا ۱۸)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, January 25, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلرَّحْمٰنُ (١) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (٢) خَلَقَ الْاِنْسَانَ (٣) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (٤) اَلشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (٥) وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ (٦) وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ (٧) اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ (٨) وَاَقِيْمُوا
الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (٩) وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ (١٠) فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ (١١)
وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (١٢) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ (١٣) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (١٤) وَخَلَقَ
الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (١٥) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (١٦)
رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (١٧) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (١٨)

(الرحمٰن ۱ تا ۱۸)

ترجمہ ۔ خدائے رحمٰن ہی نے قرآن کی تعلیم دی ۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اس کو گویائی سکھلائی سورج اور چاند ایک حساب کے (پابند) ہیں ۔ اور ستارے اور درخت دونوں (اسی کے) مطیع ہیں اور آسمان کو اسی نے اونچا کیا اور اسی نے ترازو وضع کردی کہ تم تولنے میں گڑبڑ نہ کرو اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو گھٹاؤ مت اور اسی نے زمین کو خلقت کے واسطے رکھ دیا کہ اس میں میوے ہیں اور غلاف دار کھجور کے درخت ہیں اور (اس میں) غلہ بھی بھوسہ والا اور غذا کی چیز بھی سو تم (اے جن و انس) اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا (ایسی) مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی اور جنات کو پیدا کیا خالص آگ سے سو تم (اے جن و انس) اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟ وہ دونوں مشرقوں کا پروردگار ہے اور وہی دونوں مغربوں کا پروردگار سو تم (اے جن و انس) اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ وزراء صاحبان کی حاضری کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ان کا interest ہے اس تک کے کاموں کے لئے ۔

جناب چیئرمین : یہ مسئلہ کل بھی آیا تھا اور میرے خیال میں اس وقت کچھ حالات ضمنی انتخابات کی وجہ سے ایسے ہیں بہرحال افتخار گیلانی صاحب موجود ہیں ۔ اور وہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں والی بات ہے ۔

OATH-TAKING

جناب چیئرمین : اب میں گل شیر خان صاحب سے دریافت کروں گا کہ وہ حلف اٹھائیں۔

(جناب گل شیر خان سے جناب چیئرمین نے حلف لیا)

جناب چیئرمین : مبارک ہو۔ آپ کو (جناب گل شیر خان سے مخاطب ہو کر) ذرا رجسٹر پر دستخط کر دیں۔ (معزز رکن سینیٹ جناب گل شیر خان نے رجسٹر پر دستخط کئے)

جناب چیئرمین : ہمیں خوشی ہے آپ نیشنل اسمبلی میں بھی ہمارے ساتھی تھے اور آج آپ پھر سینیٹ میں ہمارے ساتھی ہیں۔ آج وقفہ سوالات کے لئے میرے خیال میں انتظام نہیں ہے تو اس کی suspension کے لئے move کرنا پڑے گا۔

MOTION TO SUSPEND THE QUESTION HOUR

Mr. Chairman: Is anybody going to move ?

Mr. Muhammad Ali Khan, please move a motion for the suspension of the Question Hour.

Dr. Bisharat Elahi on point of order.

Dr. Bisharat Elahi: But Sir, there is an adjournment motion which I had sent to the Senate Sectt. Can I have your permission to read it ?

Mr. Chairman: When we come to Adjournment Motions, then we will take it up.

The first hour under the Rules has to be given to the Question Hour.

Mr. Muhammad Ali Khan, to move for that.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, I beg to move:

"That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement

[Mr. Muhammad Ali Khan]

of Rule 38 of the said rules be suspended with regard to the Question Hour for today's sitting".

Mr. Chairman: The motion moved is :

"That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 38 of the said rule be suspended with regard to the Question Hour for today's sitting".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: So, the Question Hour stands suspended.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : میں رخصت کی درخواستیں پہلے پڑھ دوں۔ جناب مخدوم حمید الدین نے ناسازی طبع کی بنا پر ایوان سے ۱۵ جنوری، تا اختتام حالیہ اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب ارباب نور محمد اپنی علالت کی بنا پر ایوان سے ۱۵ تا ۲۳ جنوری شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں تے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Now we come to the adjournment motions. Dr. Bisharat, you were talking about some adjournment motion. Is it on the Agenda ?

میرے خیال میں بعد میں ہے ۔

We will take it up when that comes. We have the other items on the Agenda.

ڈاکٹر بشارت الہیٰ : بعد میں کہاں ہے جی ایجنڈے پہ ۔ ؟

جناب چیئرمین : پہلے چھ موشنز ہیں ۔

About the Government decision regarding the repatriation of stranded Beharis in Pakistan.

وہ پہلے لے کر اس کے بعد پھر آپ کی آئے گی۔ نمبر ۴۵ ہے۔

So, we will take it up when that comes.

جی جناب عبدالمجید قاضی صاحب۔

(i) RE: REPATRIATION OF STRANDED BEHARIS INTO PAKISTAN

Mr. Abdul Majid Kazi: I beg to move :

"That the House may be adjourned to discuss a matter of urgent public importance and of recent occurrence regarding arrangement being made of immediate repatriation of Beharis from Bangla Desh to Pakistan which move would flood the country with large exodus of population and destroy country's economy which is already in deplorable conditions".

جناب چیئرمین: اعجاز علی خان جتوئی صاحب صرف حمایت کر دیں کہ
You support this motion.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: I support this motion, Sir.

جناب چیئرمین: جناب میر ہزار خان بجارانی صاحب۔

Mir Hazar Khan Bijarani: I support this motion.

جناب چیئرمین: شیخ علی محمد صاحب۔ غیر حاضر ہیں۔ مسٹر احمد میاں سومرو صاحب
ملک محمد حیات خان صاحب۔ وہ بھی غیر حاضر ہیں۔
Is it being opposed ?

Syed Iftikhar Hussain Gillani : Opposed.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں قاضی حسین احمد صاحب کی بھی اس سے متعلق ہے اس کو بھی اس کے ساتھ ہی لے لیتے ہیں۔

قاضی حسین احمد: ویسے نوعیت مختلف ہے جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اسی ضمن میں آسکتی ہے۔

قاضی حسین احمد : جی ہے تو اسی کے بارے میں لیکن میں ان کو پاکستانی سمجھتا ہوں
Stranded پاکستانی اور میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ یہاں آئیں جن کو اعتراض ہے
ہم ان سے بات کر سکتے ہیں اور ہم ان سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ ضروری نہیں سندھ
میں آباد کئے جائیں۔ ان کو پورے پاکستان میں پھیلایا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین : جی مجید قاضی صاحب۔

جناب عبدالمجید قاضی : جناب یہ کہا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : ایڈمیسبلٹی پر بات کریں۔

This is in accordance with Rule 75, clause a, b, c, g, h, i,

جناب عبدالمجید قاضی : ایڈمیسبلٹی پر بات کر رہا ہوں۔ جتنے بھی clauses ہیں وہ
اس پہ applicable ہیں یہ بہت important ہے۔ ہمارا اس وقت
جو قرضوں کا burden ہے۔ وہ ۲۶۵ بلین ڈالر کا debt ہے جو ہمیں دینا
پڑ رہا ہے اور جیسے کل ہمارے وزیر صاحب نے فرمایا تھا ہمارا future
بھی mortgaged ہے۔ یہ ہماری مالی حالت ہے۔ ہم کسی قسم کا مزید بوجھ برداشت
نہیں کر سکتے نہ ہی لوگوں کو یہاں پر لانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے
کہ پاکستانی جو باہر کام کر رہے ہیں۔ جو سعودی مڈل ایسٹ میں کام کر رہے ہیں۔ وہ
بھی واپس آرہے ہیں۔ ان کو بھی rehabilitate کرنا ہے اور اس وقت
یہ بھی ایک عین حقیقت ہے۔ ہم اپنے لوگوں کو جو یہاں رہ رہے ہیں بنیادی ضروریات
تک مہیا نہیں کر پا رہے ہیں۔ نہ ان کو پینے کا پانی دے سکتے ہیں نہ ہم ان کو طبی سہولتیں
دے رہے ہیں نہ ان کو ایجوکیشن کے لئے پیسے دے سکتے ہیں۔ تو پہلا تو یہ معاملہ
ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ بیروزگاری ہمارے ہاں پہلے ہی عروج پہ پہنچ چکی ہے۔ اور

نوجوان طبقہ بہت ہی بے چین ہے۔ لہذا جو لوگ باہر سے آرہے ہیں ان کے علاوہ یہ لوگ بھی آجائیں گے تو اس سے ہمیں بہت تکلیف ہو جائے گی۔ اس لئے یہ مسئلہ بڑا importance ہے۔ کیونکہ سندھ کے گورنر صاحب نے کہا کہ پاکستان میں بے روزگاری کا مسئلہ نمبر ایک problem ہے۔ لہذا اس سے problem اور بڑھے گا میں بائیس تاریخ کے 'مسلم' اخبار کا حوالہ دیتا ہوں۔

"Efforts are being made to collect the funds amounting to 500 million dollars needed to repatriate Beharis.

اسی کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے

"That 534794 people have filed applications through the International Committee of Red Cross for repatriation. Out of this, a total of 1,69,140 had already been repatriated. He said they included Federal Government employees hardship cases and divided families."

یہ تو ہمارے پاس پہلے ہی آچکے ہیں جو ہارڈ شپ کیسز تھے۔ اس وقت اگر دیکھا جائے کہ پاکستان کو بنے ہوئے کتنے سال ہوئے ہیں اور جو لوگ وہاں پر پیدا ہوئے ہیں ان کا یہ پیدائشی حق بنتا ہے اور ان کو بنگلہ دیش کی نیشنلٹی مل سکتی ہے جو لوگ پاکستانی ہیں تو ان کو کون روک سکتا ہے۔ لیکن ان کا پاکستانی ہونا بھی مشکوک ہے لہذا ہمارے جو بھائی مڈل ایسٹ یا کسی اور ملک میں گئے ہیں وہ آج اگر پاکستان آرہے ہیں تو کوئی بھی ان کے آنے پر شور شرابہ نہیں کرسکتا ہے اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے جس کے اوپر مجھے اعتراض ہے۔

A fairly large number of these people have already arrived in Pakistan through different channels.

ہمیں تو اس لئے تشویش ہے کہ یہ جو پاکستان میں آئے ہیں وہ کونسے چینل سے آئے ہیں وہ بھی بتادیا جائے کہ یہ لیگل چینل تھا یا لیگل چینل نہیں تھا۔ اور اس کے بعد یہ بھی کہا گیا ہے

[Mr. Abdul Majid Kazi]

majority of them have settled in Karachi.

تو جناب ہمیں تشویش کیوں نہ ہو جب میجارٹی کراچی میں سیٹل ہو رہی ہے اور چونکہ وہاں ان کی برادری کے لوگ ہیں۔ میں اس پر اتنا عرض کروں گا سندھی میں یہ کہاوت ہے کہ جس وقت وہ بورے چل رہے تھے تو اونٹوں کے چھوٹے بچے شور مچا رہے تھے ان سے پوچھا گیا کہ تم کیوں شور مچا رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ یہ جو بورے چل رہے ہیں یہ ہمارے کندھوں پر آئیں گے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے جو بھی پاکستان میں آئیں گے کہیں بھی آئیں گے وہ گھوم پھر کر کراچی میں آئیں گے کراچی کا آپ کو پورا پتہ ہے یہاں پر riots ہوئے ہیں کیا کچھ نہیں ہوا ہے وہاں پہ بہت مسائل ہیں اسی لئے اسے مسائل کا شہر کہا جاتا ہے اور ہم اس کی بھی تردید نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ ہم ان کے آنے پر ہونے والے اخراجات پورے کر سکیں جس وقت ہمارے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا ہو گا تو ہم تقسیم کر کے کھائیں گے آج ہماری حالت کیا ہے۔ گندم ہم باہر سے منگوا رہے ہیں۔ جناب ہمارے پاس پیسے ہوں تو ہم یہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں لیکن مطلب کہنے کا یہ ہے کہ پھر اور بھی تو ممالک ہیں دنیا کے جو مسلم ممالک ہیں ان کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے تو میں یہ پرزور عرض کروں گا کہ گورنمنٹ اس کی وضاحت کرے اور جتنے بھی بہاری یہ لا رہے ہیں ان کو نہ لائیں اور اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ وہ پنجاب میں settle ہو رہے ہیں تو ان کو کراچی آنے سے کون روک سکتا ہے لہٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ جناب پاکستان کی معیشت اتنی مضبوط نہیں ہے جو ان کو برداشت کر سکے اور سندھ کا مسئلہ تو بالکل واضح ہے۔

جناب چیئرمین: جتوئی صاحب میرے خیال میں آپ بھی اس کی ایڈمیسیبلٹی پر ہی دلائل دیں گے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں تھوڑی مختلف بات کرنا چاہتا ہوں۔

if I hold it in order. جناب چیئرمین: نہیں واقعات پر بعد میں آئیں گے ۔

ایڈمیسبلٹی پر انہوں نے جو arguments دیئے ہیں اس میں مزید آپ کچھ add کرنا چاہیں گے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جی میں کچھ add کرنا چاہتا ہوں میں percentage-wise جانا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: نہیں دیکھیں واقعات پر بعد میں آئیں گے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: نہیں میں ایڈمیسبلٹی پر بات کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: نہیں میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ ایڈجرنمنٹ موشن کا مقصد یہ ہوتا ہے، اگر ایڈمٹ ہو جائے، تو باقاعدہ دو گھنٹے ڈسکشن کے لئے ملتے ہیں ۔

Prima facie the arguments appear to be strong. Let me ask the honourable Law Minister about it.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: I want to give my submissions, Sir.

جناب چیئرمین: مختصراً آپ کہہ دیں ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: بات یہ ہے کہ بہاریوں کی آبادکاری کا جو یہاں agreement ہوا تھا وہ جولائی ۸۸ء میں ہوا تھا ۔

which was done by the Caretaker Government.

اس سلسلے میں میں اس حکومت کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پہلے تو اس agreement پر عمل کرنے کا آپ کے اوپر compulsion نہیں ہے ۔ دوسرا یہ ہے کہ ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کا آپس میں سمجھوتہ ہے . . . . .

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Point of Order, Sir.

Mr. Chairman: Mr. Mohsin Siddiqui is on a point of order. Yes please.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: It is not an argument for the admissibility. Therefore, I would submit that at this stage he should confine to the admissibility.

Mr. Chairman: Let me get the arguments of the Law Minister.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Before you call upon the Law Minister. . .

Mr. Chairman: I am not going to call upon any body except the Law Minister and the mover under the rules.

(Interruptions)

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: I would like to assist. . . .

Mr. Chairman: No. No. That is my discretion. Under the rules, only the mover and the Law Minister have the right to speak and I want to hear the Law Minister and then, if necessary, I will call upon Mr. Jatoi. Yes Mr. Law Minister. Very briefly please.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Sir, there seems to be some confusion.

Mr. Chairman: No Please do not go into the facts. What he is saying is that it is a matter of urgent public importance. He would like to discuss it because he feels that it will create some complications which he has mentioned.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Sir, that is what I was going to submit that 2.5 lakh non-Bengalis who are stranded in Bangladesh there is no move as yet for their repartriation. For that fund has to be raised and hardly till now 5.5% of the total funds, total allocation has been arranged. The total allocation which is required is Rs. 5400 million.

Today, the repatriation allowed is of 463 person only of which 199 are the Central Government employees, 228 belong to divided families and 36 are of West Pakistan origin. So, for the time being the repatriation of only 463 persons is taking place. That is what I wanted to bring to your honour's notice.

Mr. Chairman: So, any how it has started and the fund has been created.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Only for this.

Mr. Chairman: What I will do is, I think, this is a matter the honourable Members would like to discuss. Mr. Mohsin Siddiqui wants to talk about it.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Sir, I would like to talk. . .

(Interruptions)

I am going to hold it in order.

(Interruption)

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Before you hold it in order. . .

(Interruptions)

Mr. Chairman: Please Mr. Mohsin Siddiqui. I am holding it in order. We will fix a two hour discussion. You will have full right to speak in that discussion.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: I would still submit that this will be against the rules. Would you kindly. . . .

(Interruptions)

جناب چیئرمین : قاضی حسین احمد صاحب کی موشن بھی اس کے ساتھ take-up کر لیا جائے تاکہ آپ بھی جو اپنے دلائل دینا چاہیں دے دیں۔

(Interruption)

قاضی حسین احمد : میری جو تحریک ہے اس کو بھی ان آرڈر قرار دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو بھی ان آرڈر قرار دے دیا ہے۔

قاضی حسین احمد: مجھے پھر پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: آپ پڑھ لیں۔

I am holding that in order also and we will club the two together and we will have a two hour's discussion on this.

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین میں تحریک التوا پیش کرتا ہوں کہ اخباری خبر کے مطابق بہاریوں کی پاکستان واپسی میں کئی سال لگ جائیں گے اور بنگلہ دیش کے بہاری کیمپوں میں طرح طرح کی مہلک بیماریاں پھوٹ رہی ہیں یہ پاکستانیوں کے تحفظ اور انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: I will take it up along with the adjournment motion. Now, I have to ask for leave of the House. Do the movers — namely Mr. Abdul Majid Kazi, Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi and Mir Hazar Khan Bijarani have leave of the House under Rule 77 of the Rules of Procedure. Is it being opposed ?

(pause)

Mr. Chairman: It is not being opposed. Consequently we do not have to ask people to rise in their seats. So, this is admitted for discussion. We will fix a date for two hours discussion on this question as soon as we can find time for this.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: It is a great important matter, it should be discussed today, Sir.

Mr. Chairman: I think because there are other things also . . .

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: There are riots going on in Sindh already. Yesterday there was a riot in Sukkur and some people have been killed there.

جناب چیئرمین: جتوئی صاحب ابھی کوئی آ نہیں رہا ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : سر وہ آ رہے ہیں۔

Mr. Chairman: We will proceed according to the rules. We will fix a time for discussion on this.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : تین لاکھ پہلے ہی آ چکے ہیں۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ تین لاکھ پہلے ہی illegally آ چکے ہیں۔

جناب چیئرمین : آج کا جو ایجنڈا ہے اس کو ہم نہیں کر سکتے۔

We will fix a two hour period for discussion on this.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ سندھ میں اتنے حالات خراب ہو چکے ہیں اور اس حساب سے روز ایجی ٹیشن ہو رہے ہیں۔ ایئرپورٹ پر ایجی ٹیشن ہو رہا ہے اور معلوم نہیں کتنے لوگ مارے جائیں گے۔

Mr. Chairman: Jatoi Sahib at the first opportunity we will fix it.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Today, you will adjourn the session. Then what is the use of it, Sir.

Mr. Chairman: We are meeting again in about 12 days time.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Sir, 12th February will be too late. I still insist that please fix the time today.

Mr. Chairman: We will fix it at the first opportunity, as soon as we meet.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: I appreciate but I still insist . . . . .

Mr. Chairman: Jatoi Sahib I appreciate your anxiety

لیکن ۱۲ دن ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : کچھ لوگ کل مر چکے ہیں، وہاں سکھر میں فساد ہوا ہے دو آدمی مارے جا چکے ہیں اس سے زیادہ آپ کو کیا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : دیکھئے نا جتوئی صاحب ۱۲ دن میں کوئی نہیں آ رہا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : نہیں آرہے ہیں پھر کراچی میں وہاں ...

(Interruptions)

Mr. Chairman: Law Minister Sahib is anybody being repatriated in the next 14 days?

(Interruptions)

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: No, Sir, they are arriving today. The first batch is arriving today.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: That has been stopped.

Mr. Chairman: That has been stopped.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: When has been stopped, Sir?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: The first batch was to arrive today but that has been stopped.

Mr. Chairman: So, we will discuss it at the first opportunity.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: It may have been stopped for one day, Sir, may be for two days but they will keep on coming.

(Interruptions)

میر یوسف علی خان مگسی : میری بات سنیئے یا تو آپ ان کو یہاں پر assurance دے دیں کہ دن میں ....

(Interruptions)

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: No, Sir, it is an important matter and I would like to discuss it today.

Mr. Chairman: It is an important matter but we should look to the rules.

(Interruptions)

جناب چیئرمین : آپ رولز کو دیکھیں جناب رولز کے مطابق ہی چلیں گے آپ ...

جناب اعجاز علی خان جتوئی : سر میں آپ سے عرض کر رہا ہوں ۔

This is a great important matter.

اور سندھ میں وہاں ایجی ٹیشن ہے ذرا یہ عوامی حکومت سے ہمیں پوچھنے تو دیں کہ کس طرح انہوں نے ایم کیو ایم کے ساتھ agreement کیا ہے ۔

جناب چیئرمین : دیکھئے آپ کے رولز کے مطابق ۔

I have to fix a time for it.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : منسٹر صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ بلا رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : جی نہیں بلا رہے وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں بلا رہے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : سر وہ بلا رہے ہیں کیونکہ وہاں پہ کروڑ روپے جمع ہو چکے ہیں ۔

جناب چیئرمین : جی بجارانی صاحب ۔

میر ہزار خان بجارانی : سر کیا وزیر قانون ہمیں اس بات کی گارنٹی دیں گے جب تک اس موشن پہ اس ہاؤس میں ڈسکشن نہیں ہوتا اس وقت تک کوئی بہاری پاکستان نہیں آئے گا اگر یہ assurance دیتے ہیں تو آپ ایک ڈیٹ فکس کر لیجئے ہم تب تک انتظار کر سکتے ہیں حالانکہ وہ جتوئی صاحب جیسے فرما رہے ہیں واقعی پوزیشن بہت خراب ہے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پتہ نہیں کتنے لوگ مارے جائیں گے ۔

Mr. Chairman: What we will do is that we will probably be meeting on the 9th February, I think. This is what has been agreed. Thursday is the 9th February and on that day we can have discussion on this question.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Point of Order, Sir.

Mr. Chairman: Yes please.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پوائنٹ آف آرڈر۔ In the mean-time ہمیں گورنمنٹ سے ایشورنس یہ بھی چاہیئے کہ ۹ رفروری تک کوئی بھی decision بہاریوں کے سلسلے میں یہ نہیں لیں گے اور کوئی بھی ایئرپورٹ پر بہاری آکر اترتا ہے تو اس کو وہاں ایئرپورٹ پر بند کر کے رکھیں گے یا جیب تک جیل میں ڈال دیں گے کیونکہ ہم ان کو سندھ میں enter کرنا نہیں چاہتے۔ سیدھی بات ہے جناب۔

جناب چیئرمین : دیکھیں جی ڈسکشن۔۔۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : ڈسکشن کی بات نہیں ہے۔ ہمیں گورنمنٹ سے ایشورنس چاہیئے۔

جناب چیئرمین : جتوئی صاحب، جہاں تک discussion کی بات ہے، آپ کا حق ہے کہ اس کو discuss کریں۔ ہاؤس میں آپ کوئی stay order تو issue نہیں کر سکتے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں جناب stay order کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : تو میں discussion کی بات کرتا ہوں کہ discussion کے لئے رولز کے مطابق مجھے time fix کرتا ہے تو آپ پھر بھی stay order جاری نہیں کر سکتے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب میں request کر رہا ہوں کہ وہاں سندھ کے حالات بہت ہی خراب ہیں۔ آج بھی وہاں agitation ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : دیکھئے جتوئی صاحب۔۔۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پتہ نہیں، کتنے لوگ اس میں مارے جائیں گے۔ وہ لوگ ایئرپورٹ روڈ بلاک کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : جتوئی صاحب، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ discussion

کرکے بھی stay order تو جاری نہیں کر سکتے ۔۔۔۔۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : نہیں جناب، میں اس کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں ان کو ذرا facts and figure دے دوں۔ مہربانی کرکے اگر آپ آج ہی اس کو بحث کے لئے رکھیں۔

جناب چیئرمین : دیکھیں، آج ہمارے پاس اور بھی بڑا ایجنڈا ہے، ریزولیوشنز میرے پاس آئے ہوئے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اچھا، اس طرح کرلیں ۔۔۔۔۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اسٹوڈنٹس آج کراچی ائیر پورٹ جا رہے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب وہاں اگر کچھ مارے جاتے ہیں ۔۔

جناب چیئرمین : اچھا اس طرح کرلیں کہ آج پھر evening session کرلیں and discuss it today.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : کرلیں جناب ! We don't oppose it.

(مداخلت)

Mr. Chairman: Is that acceptable to the honourable Members ?

مندوخیل صاحب، ؛ طارق چوہدری صاحب ۔

ایک معزز رکن : جناب کورم نہیں ہوگا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : کورم کیوں نہیں ہوگا۔۔۔ important issue ہے کورم کیوں نہیں ہوگا۔

قاضی حسین احمد : ہم نے شام کو جانا ہے، ہماری بکنگ ہوئی ہوئی ہے۔ہماری اور بھی مصروفیات ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: نو کروڑ عوام تو آپ کا انتظار نہیں کر سکتے۔

Mr. Chairman: Another suggestion from me. If there are no insuperable difficulties we can have one day session either tomorrow or day after and have a discussion on this question. Is that acceptable ?

جی لاء منسٹر صاحب۔

سید افتخار حسین گیلانی: میں request کروں گا کہ ہم یہ assurance دینے کے لئے تیار ہیں کہ کوئی نیا decision نہیں لیا جائے گا.

About law and order situation, Sindh Provincial Government is fully cognizant of that

آج انہوں نے روک لیا۔

I am confident, I assure the honourable Members who are anxious about it that the Government is also worried about it and taken note of the law and order situation. If that situation persists as it does I am sure the Government would not take any step which would inflame the situation.

(Interruption)

Syed Iftikhar Hussain Gilani: That is an assurance, Sir.

جناب چیئرمین: جتوئی صاحب، اس assurance کے بعد وہ کہتے ہیں کہ We will take full care.

وہ فیصلہ جو already ہوا ہے۔ اس کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی آج نہیں آ رہا ہے، کوئی کل نہیں آ رہا ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: وہاں پہ کل لوگ مارے گئے ہیں آج آپ نے اخبار پڑھا ہو گا۔

There was a clash in Sukkur and I believe today they have imposed curfew there I think. I don't know the Government is aware of it or not.

کراچی میں پورے سندھ سے لوگ آرہے ہیں، وہاں پر گڑبڑ ہوگی، اس میں لوگ مارے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! پھر اس طرح کرتے ہیں۔

We will have then a session tomorrow. Yes Mr. Mohsin Siddiqui.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: I am sorry you are giving the House to a particular class of people with particular point of view and I am being ignorned. There is a denial of my right. My point of order is that firstly this was not admissible because it is not a case of recent occurrence. This very House has in 1986 by a unanimous resolution already decided that all those Pakistanis who are stranded in Bangladesh should be repatriated and the Prime Minister of Pakistan Mr. Junejo declared here that steps are being taken and as soon as funds are available steps will be completed. Therefore, this should have not been admitted according to me which I have a right even to challenge it in a court of law. Secondly, this is not the privilege of any Member to insist upon the House or the Chairman to fix a particular date/time for an adjournment motion. Once you have admitted it, let it be taken in due course. There is no hurry, those who are talking of roits they are themselves or thier followers are responsible for it. I know them how they have created an atmosphere in Sindh that these people are Beharis as they are invading. They are Pakistanis, they were given a choice by Government of Pakistan and Bangladesh whether they want to be Pakistanis or they want to be Bangladeshis and they voted for it and they have suffered for seventeen years. We have accepted three million people from Afghanistan on humanitarian grounds, these Pakistanis cannot be stranded. The Constitution of Pakistan ensures that no national of Pakistan who has opted for the soil of Pakistan can be ignored.

(مداخلت)

میر یوسف علی مگسی: پوائنٹ آف آرڈر،

جناب چیئرمین: آپ سب کو موقع ملے گا۔

میر یوسف علی مگسی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب ہے کہ وہ بیٹھ جائیں۔

جناب اعجاز علی خان جنجوعہ: جناب والا۔

جناب چیئرمین: جتوئی صاحب، آپ بیٹھیں، میں آپ کو موقع دوں گا سب کو موقع دوں گا۔

میر یوسف علی خان مگسی: جناب میری بات سنیئے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Mr. Magsi please take your seat I will give you a chance to speak.

میر یوسف علی خان مگسی: بے ادبی معاف، (جناب محمد محسن صدیقی) آپ غلط ہیں میں صحیح ہوں۔

Mr. Chairman: You see there cannot be a point of order Mr. Magsi while another point of order is being raised.

میں آپ کو موقع دوں گا، ہر ایک کو موقع دوں گا۔

Please sit down, I will give you a chance to speak. Everybody will get a chance to speak.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Under the Constitution a person who has declared himself a Pakistani no person, nobody, no authority even this Parliament cannot obstruct......*(Interruption)*

Mr. Mohsin Siddiqui: I would submit that no Member should be allowed to force his opinion.

(مداخلت)

Mr. Chairman: Mr. Siddiqui point of order relates to the procedure of the House.

میں نے آپ کو موقع دیا ہے، آپ اپنا موقف بیان کریں۔ یہی باتیں جو آپ اب کر رہے ہیں، یہ اس وقت کریں جب موشن پر بحث کا موقع دیا جائے گا مقصد تو یہی ہونا ہے کہ discussion ہو جائے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: My point is that is is not the privilege of any Member or choice of any Member and insist as a matter of fact once an adjournment motion is admitted it should be taken in its own order, there is no hurry .....*(Interruption)*

Mr. Chairman: I have taken note of your point. Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi.

جی آپ، کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں عرض کرتا ہوں کہ کیونکہ انہوں نے مجھے....

میر یوسف علی خان مگسی: جناب والا....

جناب چیئرمین: مگسی صاحب، آپ کی باری ان کے بعد آئے گی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اچھا، مگسی صاحب کو پہلے بات کرنے دیں۔

میر یوسف علی خان مگسی: ابھی جو تقریر دل پذیر معزز ممبر نے فرمائی ہے، یہ میرے ساتھ مرحوم ایوب خان کے زمانے میں ممبر تھے، جو جتوئی صاحب نے بات کی تھی وہ ایک جنرل بات تھی، انہوں نے اس بات کو اس طرح رنگ دیا ہے بہاری دائیں جائیں گے، بائیں جائیں گے، اوپر جائیں گے، نیچے جائیں گے، میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں آپ کو خدانخواستہ کہوں کہ مجھے آپ سے نفرت ہے، اور پھر میں کہوں کہ مجھے آپ سے نفرت ہے بھی نہیں، تو یہ بات ایک بڑی مضحکہ خیز ہوتی ہے۔ آپ میرے ساتھ پچیس، تیس سال سے رہے ہیں۔ آپ نے جو باتیں تقریریں کی ہیں ان سے غلط فہمیاں پھیل رہی ہیں۔ آپ کیا باتیں کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب محمد محسن صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں۔

No Member is to speak unless I call upon him to speak. Please sit down.

(مداخلت)

میر یوسف علی خان مگسی: جی، میں جو بات کہہ رہا ہوں صحیح کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ میں نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے ۔

میر یوسف علی خان مگسی : میں جناب، ان کے خلاف نہیں ہوں، میں مگسی کا ہوں اور وہ کراچی کے ہیں۔ اللہ ان کو زندگی دے۔ اوپر جائیں، نیچے جائیں... لیکن بات کیا ہے...

(قہقہے)

جناب چیئرمین : جناب، پوائنٹ آف آرڈر، بیان کریں کہ ضابطہ کار کی کیا خلاف ورزی ہوئی ہے ۔

میر یوسف علی خان مگسی : میرے بھائی، آپ صحیح ہیں، میں غلط ہوں، میں ان کو یہی بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا (جناب اعجاز علی جتوئی) مقصد نفرت پھیلانا نہیں تھا ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے، شکریہ۔ جی جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پوائنٹ آف آرڈر، یعنی ہم لوگ وہ ہیں جو بہاریوں کے خلاف ہیں اب ہم " ہم لوگ " ہو گئے ہیں جنہوں نے پچاس پرسنٹ مہاجروں کو جب وہ لٹ پٹ کر انڈیا سے آئے تھے تو قبول کیا تھا جب کہ تینوں صوبوں نے ان کو قبول نہیں کیا تھا۔ ہم نے ان کو اس وقت قبول کیا تھا۔ ان کے لٹے ہوئے قافلوں کو قبول کیا تھا۔ اور ہم لوگ patriot ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پنجابیوں کو مارا، پختونوں کو مارا، اور سندھیوں کو ہماری سرزمین پر مارا۔ ہم میزبان ہیں، ہمیں حق ہے کہ ہم کسی بے ایمان کو وہاں رہنے دیں اور کس کو نہ رہنے دیں۔ میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اگر یہاں چالیس سال تک مہاجر بنے رہیں ہیں تو آپ کے ساتھ treatment وہی ہوگا جو ایک مہاجر کے ساتھ ہوتا ہے، اس کی کیمپ میں جگہ ہے، اس کی کسی زمین پر جگہ نہیں ہے۔ آپ ہمیں اقلیت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں، آپ ہماری زبان کے خلاف بات کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : جذباتی ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : آپ ہماری زمین کے خلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

اس لئے ہم مہاجروں کے خلاف ہیں۔ آپ پختون، پنجابی اور سندھی کے خلاف یہاں پہ ایک دباؤ پھیلانا چاہتے ہیں، یہاں پہ "البدر" "الشمس" کی تنظیموں کو لانا چاہتے ہیں، یہاں پہ ایک اور بنگلہ دیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں، اور ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ یاد کریں۔ ۱۹۴۷ء کا وہ زمانہ جب آپ یہاں آئے تھے۔

جناب چیئرمین : جتوئی صاحب، دیکھیں.....

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ تینوں صوبوں نے آپ کو قبول نہیں کیا تھا، اور ہم نے آپ کو قبول کیا تھا۔

جناب چیئرمین : اس پہ ڈسکشن کا میرا مطلب یہی تھا کہ مختلف Point of Views سامنے آجائیں۔ اگر آپ ابھی ایسے دو گھنٹے گزار دیں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : لیکن انہوں نے میرے اوپر پرسنل بات کی ہے۔

Mr. Chairman: Right. Please avoid personal attack and please avoid emotionalism in this House. We are known for our patience and maturity in this House. For God's sake we should not lose our tempers and become emotional. These are important issues.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: He has given such a baseless statement, Sir.

جناب چیئرمین : دیکھیں نا، جتوئی صاحب آپ عام طور پہ ٹھنڈے دل سے بات کرتے ہیں.....

جناب اعجاز علی خان جتوئی : یہ ہمارے پاس مہمان آئے تھے اور مہمان بنانے کا ہمیں یہ صلہ دے رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Mr. Law Minister, please find a solution to this problem.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Yes, that is what I was doing, Sir. Mr. Chairman, you have admitted the motion and I assure the honourable Members who are anxious that we would take care of all the law and order situation, we would not let things happen which would create any problem for anyone. We respect the sentiments of the honourable Members. I give this assurance on the floor of this House that I will immediately get in touch with the Provincial Government also and convey the sentiments of the honourable Member regardless what happens to the motion, I will straightaway do that. So, they should not be anxious about that and you in your wisdom have admitted the motion. Initially as it was decided, the House will be adjourned for a few days, we have some official commitments. So, I will not be able to assist this very august and honourable House in the matter tomorrow or day after. So, I assure again and again with all the emphasis at my command that we would take care of all the situation. The honourable Members should not be anxious. We are grateful that it has been brought to the knowledge of the Government. We are cognizant of it and we realize the anxiety the enormity of the situation and it shall be conveyed forthwith. Thank you.

Mr. Chairman: My request to the honourable Members would be that let us not be emotional about issues. We expect that everybody will express his point of view in the national interest. There will be difference of opinion, it always happens in the Parliament. My request is let us not be emotional. The Government will also like to give a responsible, mature response to your arguments which means that the Law Minister or whoever is responding to your motions will have to seek the instructions and give you some idea of the policy of the Government in this connection, which would mean that I am sure, he would like to consult his colleagues, he would like to consult the Foreign Minister, he would like to consult the other people. So, therefore, having a discussion today would only mean having speeches and a proper response from the Government may not be possible. My request would be that in view of this assurance by the honourable Law Minister, let us take it up on the first day that we meet after the recess that we are having at the moment. In the meantime the honourable Minister has assured us that all measures will be taken to prevent any untoward happening.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Sir, the matter of Sindh Province is very important. It is a matter of death and life. So, I would appreciate if you kindly fix date and time for this.

Mr. Chairman: O.K. we will have it on the 9th.

Mir Hazar Khan Bijarani: Point of order. Sir, the honourable Minister should give us a categorical assurance that they will not be repatriated in the meantime.

جناب چیئرمین: انہوں نے کہا ہے کہ

They will take every measures to ensure

کہ کوئی گڑبڑ نہ ہو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پلیز دیکھیں ایک بات ہو گئی اب I don't expect

آپ اتنے اپر ہاؤس اور پارلیمنٹ آف پاکستان جسے ہم فخر سے کہتے ہیں کہ

We are the Upper House. Please sometimes the decision may be taken which are not according to your liking. Let us follow certain norms. So, I will be grateful to you. . .

فیصلہ ہو گیا ہے 9th کو ہم نے fix کر دیا ہے اور اس اجلاس میں پہلی

چیز یہ ہو گی کہ آپ کی ڈسکشن کرائیں گے۔ Thank you.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: supposing آج دو گھنٹے کی ڈسکشن ہو جاتی ہے

کیا اس سے یہ مسئلہ رک جائے گا۔ نہیں مجھے بتائیں کہ کیا یہ مسئلہ رک جائے گا۔

How can I ask the Government for a stay order on this. Is there any power in me or the House for that matter to give a stay order.

(Interruption)

جناب چیئرمین: تو اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ مقصد یہ ہوتا ہے

to high-light آپ نے اپنا point of view پیش کر دیا ہے اور وہ آج بھی کہ

لیا ہے اور کو آپ کو مزید وقت ملے گا۔

and the Government also in the meantime will give you their response on this very important issue that you have raised.

اِس پر آپ بولیں گے اور اِس طرح محسن صدیقی صاحب اور قاضی صاحب بھی بولیں گے۔

MOTION UNDER RULE 236 TO SUSPEND RULE 22

Mr. Muhammad Ali Khan: Point of order. Sir, I may be permitted to move a motion. Sir, I beg to move :

"That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 22 of the said Rules be suspended as regards the moving of resolution which I intend to move."

"That House recommends that the Government should take immediate measures to direct the Registration Authority to issue identity cards to all eligible voters to enable them to cast their votes in the by-elections being held on the 28th of January, 1989 and ensure that all such voters are enable to cast their votes in the said elections."

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Ali Khan has moved:

"That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 the requirement of Rule 22 of the said Rules be suspended as regards moving of the following resolution :—

"That House recommends that the Government should take immediate measures to direct the Registration Authority to issue identity cards to all eligible voters to enable them to cast their votes in the by-elections being held on the 28th of January, 1989 and ensure that all such voters are enable to cast their votes in the said elections."

(The motion was adopted)

....

RESOLUTION RE: NON-ISSUANCE OF IDENTITY CARDS TO THE ELEGIBLE VOTERS

Mr. Chairman: O.K. I will allow you to move this resolution. It should be brief because we want to proceed and finish with the debate.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, absolutely within two

minutes. Sir, I beg to move :

> "That this House recommends that the Government should take immediate measures to direct the Registration Authority to issue identity cards to all the eligible voters to enable them to cast their votes in by the by-elections being held on the 28th of January, 1989 and ensure that all such voters are enable to cast their votes in the said elections."

Mr. Chairman, Sir, we have received numerous compalints from the candidates belonging to the Islami Jamhuri Ittehad who are contesting elections in the Punjab that their voters are being denied the issuance of identity cards and as such they have been waiting since the last fortnight. About 15,000 eligible voters have been denied these identity cards in just one district of the Punjab i.e., district of Okara and in this connection I believe the District Session Judge who here comes to be the Returning Officer of that constituency has also lodged a complaint to the Election Commission that the Registeration Officer is not cooperating and is dilly dallying and not issuing the identity cards. So, they have asked me as we have no other source to place our complaint. So, we are constrained to place this before this august House that something should be done and the Government be directed to issue these identity cards. And similarly Sir, from another constitutency there was a news item in 'The Nation' of the 24th of January saying and I quote :

> "Mr. Jatoi alleged that 20,000 National Identity Cards issued by District Registeration Office Muzaffar Ghar recently had been handed over to PPP candidate Mian Tariq Gurmani on the directive of the Federal Government so that he might use them for election purposes. He appealed to the Chief Election Commissioner and the Returning Officer of National Assembly (138) to intervene and ensure the distribution of Identity Cards to the concerned persons under supervision of a Magistrate."

So, Sir, I feel in order to ensure that the elections are fair and free a directive should be issued immediately. Thank you Sir.

Mr. Chairman: Is it being opposed ?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: We certainly will, though the

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]
Government has no knowledge of who is going to vote for whom but we will instruct if there is any problem anywhere.

Mr. Chairman: No, particularly as he has mentioned about the Session Judge who has made a complaint to the Election Commission. . .

Syed Iftikhar Hussain Gilani: The concerned offices would be issued instructions immediately that they should issue identity cards to all those who are entitled, that we will do Sir.

Mr. Chairman: Qazi Hussain Ahmed Sahib, do you want to say something?

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! الیکشن میں تو تین دن باقی رہ گئے ہیں
اور ان دو تین دنوں میں جب تک کہ ایک ہنگامی صورت حال کے طور پر اس
کو deal نہ کیا جائے لوگوں تک اُن شناختی کارڈ کا پہنچانا مشکل اس
ہو جائے گا جبکہ صورت یہ ہے جس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے چیف الیکشن کمشنر
کے پاس شکایت کی ہے جو متعلقہ شناختی کارڈ جاری کرنے والا مجاز افسر ہے
وہ جانبدار ہے اور غیر جانبدارانہ طریقے سے اپنے فرائض ادا نہیں کر رہا جس کے
نتیجے میں اس نے پاکستان پیپلز پارٹی کے ووٹروں کو اور ان کے امیدوار کی معرفت
ان کو تمام شناختی کارڈ in bulk issue کر دیئے ہیں۔ جبکہ اسلامی جمہوری اتحاد
کے شناختی کارڈوں کو اس نے روکا ہوا ہے اور ان دو دنوں کے اندر یہ ممکن
نظر نہیں آتا جب تک کہ ایک ہنگامی انتظام نہ کیا جائے۔ اس لئے ہمیں حکومت
یہ assurance دے کہ وہ ان دو دنوں کے اندر جو شناختی کارڈ
اور فارم منظور ہو چکے ہیں وہ سارے issue کر دیں گے اگر وہ یہ نہیں
کر سکتے تو اس کے بدلے میں ہم یہ درخواست کریں گے کہ اوکاڑہ میں جو اسمبلی
کا جو الیکشن ہے اس کو معطل کر دیا جائے۔

سید افتخار حسین گیلانی: جناب انتخاب کو معطل کرنے کا اختیار تو الیکشن کمیشن

کے پاس ہے حکومت کو کوئی علم نہیں ہے چیف الیکشن کمشنر صاحب کی طرف سے ہمیں کوئی اطلاع نہیں موصول ہوئی۔ لیکن باوجود اس کے بھی میں یقین دلاتا ہوں کہ اوکاڑہ میں ابھی جا کر چیک کریں گے اگر کوئی تکلیف ہے تو اسے رفع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ تعین کرنا کہ یہ ووٹر میرا ہے یہ ووٹر کسی اور کا ہے مشکل ہے یہ تعین ہو نہیں سکتا سیکرٹ بیلٹ ہے ہمیں کیا پتہ ہے کہ کس نے کس کو ووٹ دینا ہے جہاں تک postponement کا تعلق ہے۔

Honourable Members can ask the Chief Election Commissioner. The Government does not have anything to do with the postponement of polling.

Mr. Chairman: So, it is not being opposed.

قاضی حسین احمد: جناب والا! اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اس امیدوار کی معرفت یہ شناختی کارڈ جاری کیے جاتے ہیں۔ اس امیدوار کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ووٹرز کہاں کہاں ہوتے ہیں۔

Mr. Chairman: Do I have to put this resolution to vote because it is not being opposed ? But I will put it to vote in any case.

یہ قاضی صاحب اپوز ہی نہیں ہو رہی تو آپ اس پہ مزید کیا کہیں گے۔

قاضی عبداللطیف: میں گزارش کروں گا۔ وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم اس کے متعلق جلد اقدام کریں گے۔ جس افسر کے متعلق یہ الزام ہے کہ وہ جانبداری کر رہا ہے کیا اس کو وہ فوری طور پہ تبدیل کر سکتے ہیں وہاں سے ؟

سید افتخار حسین گیلانی: کہاں ہے الزام۔ دیکھیں جی یہاں ایوان میں اچانک ایک بات ہوتی ہے۔ ہمیں یہ بھی نہیں پتہ کہ الزام ہے یا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ان کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی شکایت ہے۔

(مداخلت)

You please ensure that the officer concerned acts in accordance with the law. So, I will put this resolution to vote:

> "That this House recommends that the Government should take immediate measures and direct the Legislation Authority to issue National Identity Cards to all eligible voters to enable them to cast their votes in the by-elections being held on 28th January, 1989 and ensure that all such voters are enabled to cast their votes in the said elections".

(The resolution was adopted unanimously)

Mr. Chairman: The resolution is adopted. I further direct that a copy of this resolution should be sent to the Chief Election Commissioner for compliance.

We move to the next item on the Agenda that is discussion, on the political situation. Who is the next on the list ?

جی جناب صوبیدار صاحب: پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔؟

صوبیدار خان مندوخیل: نہیں سر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: کس رول کے تحت عرض کرنا چاہتے ہیں؟

صوبیدار خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر پر جناب۔

جناب چیئرمین: جی پوائنٹ آف آرڈر

صوبیدار خان مندوخیل: جناب میں دو بجے کوئٹہ جانا چاہتا ہوں اگر مجھے کوئی چانس دیا جائے۔

جناب چیئرمین: کس چیز پر؟

صوبیدار خان مندوخیل: سیاسی صورت حال پر تقریر کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: فی الحال قاضی عبداللطیف صاحب کا نام ہے۔ آپ کی باری بعد میں ہے۔ پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔ جی قاضی عبداللطیف صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON THE POLITICAL SITUATION IN THE COUNTRY

قاضی عبداللطیف: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ جنابِ والا! اس وقت ملک کی سیاسی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے ہمارے معزز اراکین نے اس پر بڑے قیمتی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ دو اڑھائی مہینے کے اندر کوئی حکومت کوئی بڑا اقدام کر کے دکھلائے یہ ممکن تو نہیں ہو سکتا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پہلے ابتدائی ایام ہی وہ بنیادی وقت ہوتا ہے کہ جس میں حکومت اپنے عزائم اور اپنی ترجیحات قوم کے سامنے رکھتی ہے اور یہ بتلایا جاتا ہے کہ ہمارے ارادے اور ہمارے منصوبے اور ہمارے عزائم کیا ہیں۔ اس وقت تک اگر یہ حکومت پیپلز پارٹی کی ہے تو میں جناب اپنے محترم وزراء کرام سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے پہلے ہی اقدام میں ملک کے ساتھ قوم کے ساتھ بھٹو خاندان کے ساتھ اور اس ناتجربہ کار چھوکری کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان چالیس سال سے تقریباً ایک بحرانی کیفیت میں مبتلا ہے۔ آج تک ہم اپنے سیاسی اقتصادی معاشی، معاشرتی بین الاقوامی مسائل حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور جو حکومت بھی آتی ہے وہ اپنے لئے کچھ ترجیحات رکھتی ہے اور اس کے جانے کے بعد جب دوسری حکومت آتی ہے پھر وہ ان کو ناکارہ سمجھ کر از سر نو تعمیر کرنے کی خواہش رکھتی ہے میں عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کے حالات اندرونی بیرونی سیاسی معاشی، اقتصادی یہ اس قسم کے نہیں تھے کہ ہم ایک ناتجربہ کار مرد کو بٹھاتے چہ جائیکہ ہم ایک ناتجربہ کار عورت کو بٹھا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ عورت کی سربراہی کسی ملک کے لئے معمول کے حالات کے مطابق بھی فطرت کے خلاف ہے اور اسلام کے بھی خلاف ہے۔

جناب والا! آپ اس بات سے واقف ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً چھ سو سال قبل رومانیوں کی حکومت تھی اور وہ ابتداء میں بڑی کسمپرسی

[Qazi Abdul Latif]

کی حالت میں تھی لیکن ترقی کرتے کرتے وہ دنیا کی ایک مثالی طاقت بن گئی تھی اور دنیا ان کے منصوبوں کو دیکھ کر رشک کرتی تھی۔ ان کے زوال کے اسباب کیا تھے۔ جناب والا! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دو سو سال قبل مسیح کارٹر نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا تھا "جس راستے پر تم چل پڑے ہو، اے روما کے رہنے والو تم کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ اگر تم عورتوں کو ان بندشوں کے توڑ پھینکنے کی قوت دو گے جو انہیں اس وقت پوری طرح خود مختاری نہیں دیتی ہیں اور جو انہیں مجبوراً اپنے شوہروں کا مطیع بنائے ہوئے ہیں تو ان کی ناز برداری اور ان کا راضی رکھ سکنا ایک آسان کام نہ ہو گا۔ کیا آج باوجود ان بندشوں کے بھی ہم ان سے بمشکل ان فرائض اور واجبات کی پابندی نہیں کرا سکتے جو ان کے ذمہ رکھے ہوئے ہیں کیا تمہارے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ آگے چل کر عورتیں ہماری برابری کا دعویٰ کریں گی اور ہم کو اپنی اطاعت پر مجبور کر لیں گی تم ہی بتاؤ کہ عورتوں نے جو شورش برپا کی ہے اور جیسا بغاوت انگیز اجتماع کیا ہے وہ اپنے تئیں اس جرم سے بری ثابت کرنے کے لئے کون سی معقول حجت پیش کر سکتی ہیں"۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو دو سو سال قبل مسیح کارٹر نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہے تھے۔ اور اس کے بعد اس نے کہا تھا۔ روما نیو۔ مجھے اکثر عورتوں اور مردوں کی فضول خرچی کا شاکی پاتے ہو بلکہ میں نے عام لوگوں اور خود قانون دان اور قانون ساز اصحاب کی فضول خرچی کی شکایت بھی کی ہو گی تم نے میری زبان سے اکثر یہ بات سنی ہو گی کہ ہماری جمہوری حکومت دو متناقض بیماریوں میں مبتلا ہے۔ ایک کنجوسی اور دوسری عیش پسندی۔ یاد رکھو کہ ان دونوں بیماریوں نے بڑے بڑے متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کا ستیاناس کر ڈالا ہے اور وہ روزِ بد تم پر بھی آنے والا ہے۔ میں جنابِ والا! گزارش کروں گا کہ یہ وہ الفاظ جو ہیں یہ انسائیکلو پیڈیا ۱۹۰۰ء والے کے اندر لکھے ہوئے ہیں اور مصنف نے اس کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے اس نے

کہا ہے ۔ کارٹر کو اس بارے میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ قانون منسوخ ہونے سے بچ نہ سکا لیکن اس کے ساتھ ہی جن باتوں سے کارٹر نے قوم کو خوف دلایا تھا وہ حرف بحرف پوری ہوگئیں ۔

میں گزارش کروں گا کہ جناب والا! آپ نے اگر واقعتاً یہ پیپلز پارٹی ہے کسی خاندان کی حکومت نہیں کسی فرد کی حکومت نہیں اور آپ کے اختیارات میں یہ بات تھی تو ہمیں یہ حق تو نہیں پہنچتا کہ ہم کہیں کہ پیپلز پارٹی کو حکومت نہ دی جائے اگر اس نے اکثریت لی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ آپ لوگوں نے نہ تو ملک کے حالات کو دیکھا ہے اور نہ ملک کی ضروریات کو دیکھا ہے اور نہ اس ملک کے ماحول کو دیکھا ہے کہ جس ماحول کے اندر آپ لوگوں نے ایک ناتجربہ کار عورت کو بٹھلا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ۔
لن یفلحو قوماً ولوامرھم امرأۃ کہ وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی کہ جو اپنی حکمرانی کے لئے عورت کو بٹھلا دے یہ فرمان آپ کو معلوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دیا تھا کہ جس وقت کسریٰ کی بیٹی جو غیر مسلمہ تھی وہ حکمرانی پہ بٹھا دی گئی تھی جس وقت اس کو بٹھایا گیا تھا تو کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام نہیں بتلا رہے تھے اس لئے کہ وہ غیر مسلمہ تھی اور غیر مسلمہ کو جو فرما رہے تھے کہ

لن یفلحو قوماً و لوامرھم امرأۃ تو اس کا مقصد یہ ہے یہ فطرت کے خلاف ہے ان کے سامنے وہ سب کچھ تھا جو اس سے پہلے گزر چکا تھا اور ساتھ ساتھ یہ ہے کہ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی احکام کے لحاظ سے بھی فرمایا کہ

اذکان امراۃ کم اخیارکم واغنیاءکم سخاءکم امورکم شوریٰ بینکم مظاھر الارض خیوالکم من بطنھا واذکان امرائکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم علی نساءکم فبطن الارض خیوالکم من الظاھرہ ۔

[Qazi Abdul Latif]

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب تمہارے حکام تم میں سے بہتر ہوں، تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشوروں سے طے پائیں تو تمہارے لئے زمین کی پشت زمین کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکام بڑے لوگ ہوں تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پشت سے بہتر ہے آپ بتائیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات جو یقیناً صحیح اور ثابت ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے وہ صحیح طور پہ ہو کر رہا ہے اور قیامت تک رہے گا انہوں نے جو پیش گوئیاں کی ہیں وہ ساری کی ساری آج تک صحیح ثابت ہو کر رہی ہیں۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ وزیراعظم نے بیٹھتے ہی یہاں جو اقدامات کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ نسوانیت کا نتیجہ تھا اور یہ ناتجربہ کاری کا نتیجہ تھا، سب سے پہلے میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے بیٹھتے ہی اعلان کر دیا کہ جتنے بھی قیدی ہیں جنہیں پھانسی کی سزا ہو چکی ہے سب کو رہا کر دیا جائے۔ اب اس کے بعد اس کی تاویلات ہو رہی ہیں کہ وہ لوگ کیوں رہا ہوئے، کیسے ہوئے اور کون لوگ تھے۔ یہ بھی تاویلات ہو رہی ہیں کہ ہم نے مارشل لاء کے سیاسی قیدیوں کو رہا کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں بعض مظلوم نہیں ہوں گے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر سیاسی بنیاد پہ واقعتاً کسی کو سزا دی گئی ہے تو چاہیئے کہ اس کے کیس پہ نظر ثانی کی جائے لیکن یہ کہ بلا امتیاز سب کو رہا کرنا اگر ایک طرف سے آپ ان پہ یہ اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے انصاف کے تقاضے پورے کیے ہیں تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ عدالتوں نے جن لوگوں کو سزائیں دی تھیں، سول عدالتوں نے، تو انہوں نے انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہو سکتا ہے کہ عدالتوں کی کارکردگی پہ حرف آتا ہے اور عدالتوں کو یقیناً اس سے ٹھیس پہنچتی ہے اور اسی طریقے سے اگر مارشل لاء کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ مارشل لاء کے قیدیوں کو ہم نے رہا کیا ہے میں کہتا ہوں کہ مارشل لاء والے انسان تھے ان سے غلطیاں ہو سکتی ہیں ان سے زیادتیاں بھی ہو سکتی ہیں لیکن سارے کے سارے

مارشل لاء کے فیصلوں کو غلط کہنا یہ بھی خلاف واقعہ ہے اور تاریخ کے خلاف ہے یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات ان سے بھول، چوک ہوئی ہوگی اور ان سے غلطیاں ہوئی ہوں گی لیکن یہ کہ مارشل لاء کے جتنے بھی فیصلے تھے وہ سارے کے سارے غلط تھے یہ تاریخ کو جھٹلانا ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایوب خان نے اپنے مارشل لاء کے تمام جتنے بھی اقدامات تھے، قوانین تھے ان سب کو تحفظ دلوایا، یحیٰی خان نے سب کو تحفظ دلوایا، بھٹو صاحب نے سب کو تحفظ دلوایا جبکہ وہ سول حکمران کی حیثیت سے آئے تھے لیکن ایک سال تک وہ باقاعدہ مارشل لاء کے ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے رہے اور اس کے بعد جب انہوں نے قوم کو دستور دینے کا وعدہ کیا اور اس کو پورا کرنے کے اقدامات کئے تو اس وقت وہ تحفظات لئے گئے تھے کہ مارشل لاء کے دور کے اندر جتنے بھی اقدامات کئے گئے ہیں ان کو تحفظ ملے گا۔

میں گزارش کروں گا کہ پہلا اقدام یہ کیا گیا ہے کہ قیدیوں کو رہا کیا گیا ہے اس سے ایک طرف تو وہ لوگ جو مظلوم تھے اور واقعتاً جن پر ظلم ہوا تھا ان بیواؤں سے پوچھو، ان یتیموں سے پوچھو، ان ماؤں سے پوچھو جن کے بیٹوں کو قتل کیا گیا تھا کہ ان کے جذبات اور ان کے احساسات پر کیا گزری ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے تھا اور یہ ان کی نسوانیت کی وجہ سے تھا اگر یہ ناتجربہ کار نہ ہوتیں اور یہ ایک عورت کا ذہن نہ ہوتا تو یقیناً اس طریقے سے ایسا اقدام کہ جو سارے ملک کے نظام کو ہلا سکتا ہے یقیناً ایسے اقدام کی طرف وہ پیشقدمی نہ کرتیں۔ اسی طریقے سے میں گزارش کروں گا کہ سارک کانفرنس منعقد ہوئی، سارک کانفرنس کے دوران اخباری نمائندے سوال کرنے میں ہندوستان کے وزیراعظم سے کہ کشمیر میں رائے شماری کب ہونی ہے اور کب کرائی جائے گی اور اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو اس نے کہا کہ وہاں چار مرتبہ انتخابات ہو چکے ہیں باقاعدہ حکومت قائم ہے مجھے یقین ہے اگر کوئی مرد وزیراعظم ہوتا اگر کوئی جری اور بہادر وزیراعظم ہوتا تو راجیو کو ان کے سامنے یہ خیالات ظاہر کرنے کی جرأت نہ ہوتی وہ ایسا کرنے سے یقیناً

[Qazi Abdul Latif]

ہچکچاتے کہ میں کس کے سامنے بات کر رہا ہوں اس نے یہ سمجھا کہ میرے سامنے ایک ناتجربہ کار چھوکری بیٹھی ہوئی ہے اور اس کو کھلونا بنا کر اس کے سامنے جو کچھ اس کے دل میں آیا اس نے کیا میں بڑے افسوس سے کہوں گا ہمارے وزیر خارجہ صاحب نے سارک کانفرنس کے شبہات کو مٹانے کے لئے یہاں ایک بیان دیا تھا ہمارا خیال یہ تھا کہ وزیر خارجہ صاحب جو یقیناً بڑے تجربہ کار ہیں اور یقیناً بڑے محب وطن ہیں وہ ہمارے ان شبہات کو رفع کریں گے کہ جو سارک کانفرنس کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں ہم پوچھنا یہ چاہتے تھے کہ وزیر اعظم ہندوستان اور وزیر اعظم پاکستان کے درمیان تنہائی میں کون سی بات ہوئی ہے جس کی بو ہمیں یہ آتی ہے کہ ٹائمز آف انڈیا، میں یہ کہا گیا ہے کہ بے نظیر نے کہا ہے کہ مجھے فوج نے کلی اختیارات نہیں دیئے ہیں اور میں آزادی سے اپنے اختیارات استعمال نہیں کر سکتی یہ آواز کہاں سے آئی کیوں آئی اور یہ آواز ان تک کیسے پہنچی اور اسی طریقے سے اس نے کہا کہ اس وقت تک مجھے اپنے ملک کے اعلیٰ رازوں کا کوئی علم نہیں ہے یہ ٹائمز کی رپورٹ ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ رپورٹ کہاں سے آئی اور اس کی بو اس کو کہاں سے ملی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے کو نسیاً منسیاً کر دیا گیا ہے لہٰذا اب ہماری حکومت کا فرض ہے کہ اس مسئلے کو اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر دوبارہ لے جائے میں سمجھتا ہوں کہ آج اقوام متحدہ کی پوزیشن اس وقت یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی قومیں آزاد ہو رہی ہیں تو چاہیئے کہ ہم بھی اپنی فریاد وہاں لے کر جائیں جبکہ یورپ کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں حتیٰ کہ فلسطین کو بھی امن مل رہا ہے افغانستان بھی آزاد ہو رہا ہے تو ۴۰ سال سے لٹے ہوئے کشمیریوں کو آج حق کیوں نہیں دیا جاتا۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ سارے کا سارا کھیل اس لئے ہوا ہے کہ ایک ناتجربہ کار عورت کو وہاں بٹھایا گیا ہے اور اس کے سامنے یہ بات ہو رہی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جمہوری عزائم لے کر آئے ہیں ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ جمہوریت کو پروان چڑھائیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ غلط ہے اور یہ صحیح نہیں ہے تو میں یہ پوچھوں گا کہ

سر نہان کہ عابد و زاہد یا کس نہ گفت
در حیرت ام کہ بادہ فروش از کجا شنید

آخر کوئی بات ہوئی ہے تو اس بات کے متعلق یہ بات ہوتی ہے کہ ہمیں پورے اختیارات ابھی تک نہیں دیئے گئے مجھے اعلیٰ رازوں کا پتہ نہیں ہے یہ ہندوستان ٹائمز کی رپورٹ ہے اور وہ یہ کہتا ہے اور راجیو گاندھی کے حوالے سے کہتا ہے کہ راجیو گاندھی نے یہاں آکر یہ کہا ہے اسی طریقے سے وہاں جا کر اس نے یہ کہہ دیا کہ کشمیر کے متعلق میں نے فضا کو ہموار کر دیا ہے اور میں نے وہاں جا کر صاف انکار کر دیا ہے کہ کشمیر کے اندر کوئی رائے شماری ہوگی۔ وہاں انتخابات ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ناتجربہ کار بھی کا حال ہے کہ جس کے سامنے وزیر اعظم ہندوستان ایسی بات کہتا ہے جو غیر واقعی ہے غلط ہے اور متنازعہ فیہ ہے اور جس پر ہندوستان اور پاکستان کے درمیان میں جنگیں اور لڑائیاں ہو چکی ہیں اور آج تک بھی کشیدگی کا ذریعہ صرف وہی ہے اس کے متعلق کہہ دینا کہ وہاں پر انتخابات ہو چکے ہیں اور یہ مسئلہ اب باقی ہی نہیں رہا میں یہ کہوں گا کہ جب سیاچین پر حملہ کیا گیا ہے اور شملہ معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور جس کے متعلق ہمارے قابل احترام وزیر خارجہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ شملہ معاہدے کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو میں گزارش کروں گا کہ جب شملہ معاہدے کی خلاف ورزی ہو چکی ہے تو چاہیئے کہ ہم بھی کہیں کہ ہم اب اس کے پابند نہیں رہے کہ کنٹرول لائن پر باہم بیٹھ کر ہم بات چیت کریں گے اور اس سے اس وقت ہم مایوس لئے بھی ہیں کہ آپ اندازہ لگائیے کہ اتنے سال گزرنے کے باوجود ایک مرتبہ بھی باہمی گفت و شنید تو ہوئی نہیں ہے۔

بلوچستان کے اندر آپ کے اقدام کا جو حشر ہوا جس پہ آپ آج قوم کو دھوکہ دے کر خوشیاں منا رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ یہ ہماری مرضی تھی۔ اگر آپ کی مرضی تھی تو یہ پہلے اقدام کیا کس نے تھا۔ بہر حال وہ ہو چکا ہے۔ میں گزارش کروں گا آپ کو معلوم ہو گا جس دور کو یہ آمریت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۸۵ء کے الیکشن کے بعد اس کے اندر بڑے کام کے لوگ بڑے قابل وزیر اور جو صدر محترم کے بہت قریب تھے وہ ہار گئے تھے اس کے بعد صدر محترم نے ایک آرڈیننس جاری کیا کہ یہ لوگ جو الیکشن کے اندر ہار چکے ہیں۔ اب دوبارہ سینیٹ کے امیدوار نہیں ہو سکتے لیکن آپ کی جمہوریت یہ ہے کہ جو لوگ آپ کے ہارے ہوئے ہیں آپ ان کو گورنر ان کو مشیر اور ان کو کئی قسم کے عہدوں پہ واپس لا رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ان کو سفیر نہ بنائیے میں یہ نہیں کہتا آپ ان کو نہ نوازیئے لیکن قوم پہ آپ ان کو کیوں مسلط کر رہے ہیں کیا یہ جمہوریت کا تقاضا ہے اور کیا یہ جمہوریت پوری ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے معاملات اس بنیاد پہ ہو رہے ہیں کہ ایک ناتجربہ کار بچی کو وزارت عظمیٰ کے منصب پہ بٹھایا گیا ہے جہاں شہید لیاقت علی خاں مرحوم جیسے شخص بیٹھے ہوئے تھے جس پہ ناظم الدین بیٹھے ہوئے تھے جس پر بڑے بڑے قد آور لوگ سیاسی ہستیاں بیٹھی تھیں لیکن دشمنوں کی سازشوں نے ان کی حکومتوں کو بھی کامیاب ہونے نہیں دیا میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان کے حالات اندرونی اور بیرونی ہر نوعیت سے اس کے متقاضی اور متحمل نہیں ہو سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ ظلم اس پہ اس لئے کیا ہے اور یہ بین الاقوامی قانون کے بھی اس لحاظ سے خلاف ہے کہ یہ بین الاقوامی قانون ہے کہ بچوں سے ناقابل برداشت محنت نہیں کرائی جائیگی اب آپ ایک بچی سے ناقابل برداشت محنت کرا رہے ہیں اور اس کو آپ نے بٹھا دیا ہے کہ جس کو کوئی تجربہ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس پہ ظلم کیا ہے اور ملک پہ بھی ظلم کیا ہے تاریخ کے بھی خلاف کیا۔ اسلام کے بھی خلاف کیا ہے اور فطرت کے بھی خلاف

[Qazi Abdul Latif]

کیا ہے ۔ میں جانتا نہیں ہوں ہمیں معلوم نہیں ہے کہ آپ لوگوں کے عزائم کیا ہیں مجھے خوشی ہے کہ ہمارے وزیر قانون گیلانی صاحب دوبارہ تشریف لے آئے ہیں انہوں نے ۱۹ جنوری کے نوائے وقت میں اپنے عزائم کا اظہار کیا تھا اور اپنی ترجیحات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز ہماری ترجیح یہ ہے کہ ہم قوم کو اعتماد دلائیں گے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی ہم کریں گے تو میں نے یہ چند مثالیں جو دی ہیں یہ اس سے مطابقت تو نہیں رکھتیں ۔ جمہوریت کے متعلق میں نے گزارش کی اور انہوں نے اس میں فرمایا تھا کہ کسی کے خلاف غیر قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی ۔ وہ پرچہ میرے پاس موجود تھا ۔ لیکن میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ کسی پر چھاپے نہیں مارے جائیں گے ۔ شاید ایک شخص دہی کی تعریف کر رہا تھا کہ اس کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان بوڑھا نہیں ہوتا تو سننے والے نے پوچھا کہ وہ کیسے ؟ یہ خاصیت اس میں کیسے آگئی اس نے کہا کہ وہ جوان بن جاتا ہے تو یہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس پر چھاپہ نہیں مارا جائے گا بلکہ اس سے ڈاکٹر رشید جیسا سلوک کیا جائے گا وہاں ہی اس کو دبوچ لیا جائے گا ۔

جنابِ والا ! میں گزارش کروں گا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم یہ کرنا چاہتے ہیں کہ قوم کو اعتماد دلائیں گے یہ بڑی خوشی کی بات ہے قوم کو اعتماد دلانا ۔ لیکن جس طریقے سے میں نے گزارش کی یہ اعتماد دلانے کا طریق کار نہیں ہے کہ جس طریقے سے آپ چل رہے ہیں ہم یہ تو نہیں کہتے کہ آپ دیدہ دانستہ ایسا کر رہے ہیں لیکن جو بنیادی نکتہ میں نے پہلے گزارش کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے ایک ناتجربہ کار چھوکری کو بٹھلا دیا ہے جو اس بوجھ کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی ۔ ۔ ۔ ۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Honourable Minister for Justice on a point of order.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Sir, the honourable Member earlier also used this derogatory word, we know in our parlance which is used in this country. The "Chokhri" word is against the etiquettes of this country. I would request the honourable Member to withdraw this word which has been uttered about a person who is the Prime Minister of the country and who is not present in the House. I would very respectfully request that these derogatory remarks should not be used.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, I support this. This word should be removed from the proceedings, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جی محمد علی خان صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman Sir., I did not want to interfere when my elder Qazi Sahib was speaking. I also felt that the word "Chokhri" was not the proper word that he should have used. I have great regards for my elder Qazi Sahib and I would request him that he should change that word from "Chokhri" to"

"ناتجربہ کار سیاستدان یا ناتجربہ کار خاتون۔" Thank you, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ!

قاضی عبداللطیف: میں آپ کا مشکور ہوں میری مراد اس سے یہ نہیں ہے کہ اس کی کوئی توہین کرنی مقصود ہے اگر الفاظ سے اس کی کوئی توہین نکلتی ہے تو میں خاتون کہوں گا کہ ناتجربہ کار خاتون کو آپ لوگوں نے بٹھلا دیا ہے لیکن یہ تو آپ تسلیم کریں گے کہ یہ بچے کا لفظ یا چھوٹے کا لفظ یہ بعض اوقات پیار کی وجہ سے بھی کہا جاتا ہے اور اگر یہاں پر اس نوعیت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ہوں۔۔۔۔

[illegible] احمد: جناب والا! قاضی صاحب ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھتے ہیں کلاچی سے اور وہاں سرائیکی زبان بولی جاتی ہے جس میں چھوکرا اور چھوکری پیار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب میں گذارش کروں گا یہ ہاؤس کے ڈیکورم کا مسئلہ بھی ہے۔ آپ ہمارے لئے بزرگ بھی ہیں لیکن وہ اس وقت اپنی اکثریتی بنیاد پر ملک کی وزیر اعظم بھی ہیں تو مناسب ہوگا کہ ان کے وقار کے مطابق کوئی لفظ استعمال کیا جائے باقی سیاسی تقریر کے لئے آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے جس طرح بھی آپ چاہیں کریں۔

جناب عبدالمجید قاضی : پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جو ہماری سینٹ ہے یہ پورے پاکستان کی ہے یہاں صرف ایک علاقے کی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بالکل ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے قاضی صاحب سے request کرلی ہے کہ آپ محترم ہیں اور آپ کے ساتھ تو اچھے الفاظ زیب دیں گے۔

قاضی عبداللطیف : میں گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے قابلِ احترام وزیر صاحب نے فرمایا تھا ہم اعتماد میں لینا چاہتے ہیں۔ اعتماد کے متعلق میں نے گذارش کی کہ یہ طریقے اعتماد کے نہیں ہیں جو اس وقت بڑھتے جا رہے ہیں کہ جو لوگ ناکام ہو چکے ہیں ان کو دوبارہ سیاسی عہدوں پر مسلط کیا جا رہا ہے اچھا اسی طریقے سے انہوں نے فرمایا ہم عدلیہ اور تاخیر انصاف کے متعلق بھی سوچ رہے ہیں کہ اس کے متعلق ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ انصاف میں تاخیر انصاف نہ دینے کے مترادف ہے۔ اسی طریقے سے انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم اقتصادیات کے متعلق بھی سوچ رہے ہیں۔ بے روزگاری کے متعلق بھی سوچ رہے ہیں، یہ سارے کے سارے بنیادی معاملات ہیں لیکن میں ان سے اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیں یہ بتلایا جائے کہ آج کی دنیا کے مسائل حل کرنے کے لئے مختلف طریقے، مختلف ازم مختلف عنوانات قائم ہیں۔ ایک ازم، سوشلزم کہلاتا ہے۔ ایک ازم، captilalism کہلاتا ہے۔ ایک ازم، ان کے بالمقابل، اسلام کہلاتا ہے اور اگر آپ کسی پاکستانی، کسی مسلم لیگی سے،

کسی جمعیت العلماء کے رکن سے، کسی جماعت اسلامی کے رکن سے پوچھیں گے کہ آپ کا دین کیا ہے تو وہ کہے گا کہ "اسلام"، آپ کی سیاست کیا ہے، وہ کہے گا، "اسلام" آپ کا پروگرام اور معیشت کیا ہے وہ کہے گا "اسلام"، ہم اپنے محترم وزیر سے یہ دریافت کریں گے کہ آپ کی سیاست، آپ کی جمہوریت، آپ کی اقتصادیات اور آپ کا پروگرام کس نوعیت کا ہوگا اور کس نہج پہ چلے گا۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ بتلائیں تاکہ ہم اس پر سوچیں۔ کہ ہمیں کس طریقے سے چلنا ہے اور کس طریقے سے ہم نے اس کو حل کرنا ہے۔ یہ بڑی تشویش کی بات ہے کہ شاید وزیر صاحب کی نظر سے بھی گزری ہوگی آپ کے ایک وزیر صاحب نے سندھ میں یہ کہا ہے کہ ہم سیکولر ہیں سب سے بڑا مذہب انسانیت ہے۔ "سید پرویز علی شاہ کی لن ترانیاں" رام رام، اور جئے بھٹو کے الفاظ سے تقریر شروع کی گئی ہے۔ یہ الفاظ 'تکبیر' کے ایک پرچہ میں آئے ہیں۔ ان کی تقریر کی روئیداد اس میں آئی ہے، ہم یہ پوچھنا چاہیں گے کہ آپ حضرات اس ملک کو کس نہج پر چلانا چاہتے ہیں اور آپ کے بنیادی مقاصد کیا ہیں۔

جناب والا! انہوں نے وہاں آئین کے متعلق بھی ارشادات فرمائے تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ آٹھویں ترمیم کو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ ہمارا قوم سے وعدہ ہے۔ کہ ہم ۱۹۷۳ء کے دستور کو واپس لائیں گے۔ اس سلسلے میں آپ نے دو ارشادات فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو ۱۹۸۵ء کی اسمبلی غیر نمائندہ اسمبلی تھی، اس لئے کہ وہ جماعتی بنیادوں پر قائم نہیں ہوئی تھی، لہٰذا اس لئے اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس قسم کی بنیادی ترمیمات آئین کے اندر کرے۔ میں گزارش کروں گا کہ جناب محترمہ سے، کہ اگر واقعی یہ بات ہے کہ جب آپ نے اسمبلی کی "نمائندہ حیثیت" اور غیر نمائندہ حیثیت" کی بحث چھیڑ دی ہے تو ہم پھر پوچھیں گے کہ کیا ۱۹۷۰ء کی اسمبلی نمائندہ تھی؟ اس وقت جو انتخابات کرائے گئے تھے وہ آل پاکستان کے لئے تھے، اور اس کے بعد بھٹو صاحب مرحوم اور شیخ مجیب الرحمان مرحوم کے درمیان اقتدار کی کشیدگی کی وجہ

[Qazi Abdul Latif]

سے ملک دو ٹکڑے ہوا، ملک دو لخت ہوا، اور اس کے بعد مجیب الرحمان نے وہاں اپنا اخلاقی اور قانونی فریضہ پورا کرتے ہوئے وہاں کی قانون ساز اسمبلی کے "دستور ساز اسمبلی کے" نئے انتخابات کرائے تھے، جبکہ سابقہ انتخابات میں اسے سو فیصد نمائندگی حاصل ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب! میں گزارش کرتا ہوں کہ ابھی بہت سارے حضرات نے بولنا بھی ہے اور ہم یہ چاہتے بھی ہیں کہ آج ہم اس کو وائنڈ اپ کر دیں اس لئے اگر آپ ۱۶ر نومبر کے بعد کے واقعات پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں تو زیادہ بہتر ہوگا، ورنہ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے، آج ڈیبیٹ وائنڈ اپ نہیں ہو سکے گی، کچھ سینیٹرز حضرات کی درخواست بھی کی ہے کہ وہ آج واپس جانا چاہتے ہیں، اور یہ درخواست بھی کی ہے کہ آج ہاؤس کو ایک بجے کے بعد ملتوی بھی کیا جائے۔ درخواست یہ ہے کہ ۱۶ر نومبر کے بعد کی صورت حال پہ بحث کریں تو بہتر ہوگا، اب مجیب الرحمان کا اس ہاؤس میں ریفرنس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

قاضی عبداللطیف: در محفل کہ یاران شربے مدام کردند

چوں نوبت بماشد آتش بجام کردند

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایسی کوئی بات نہیں ہے، ان کی طرف سے کچھ نہیں کہا گیا میں اپنی طرف سے ہی آپ کو ذاتی طور پر کہہ رہا ہوں۔

قاضی عبداللطیف: جو بنیادی چیزیں ہیں وہ آپ مجھے کہنے دیں اس لئے کہ میں ان کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: فرمائیے۔

قاضی عبداللطیف: چونکہ یہ کہا گیا ہے کہ یہ اسمبلی غیر نمائندہ تھی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا ۱۹۷۰ کی اسمبلی نمائندہ اسمبلی تھی، مجیب الرحمان نے تو وہاں نئے انتخابات کرائے۔ کیا ان کا یہ اخلاقی فرض نہیں تھا کہ مغربی پاکستان کی دستور سازی

کے لئے نئے انتخابات کرواتے۔ اور ماہرین نے یہ کہا تھا کہ یہ نمائندہ اسمبلی نہیں ہو سکتی اور میں یہ کہوں گا کہ اس وقت ہمارے محترم ولی خان نے کہا تھا کہ ہم نے مجبوراً اس دستور پر وہاں دستخط کئے تھے۔ اس لئے کہ ہمیں دھمکی دی گئی تھی کہ اگر آپ دستور پر دستخط نہیں کریں گے تو پھر مارشل لاء نہیں اٹھایا جائے گا۔ اور جس نوعیت کا دستور بنایا گیا تھا، جس طریقے سے یہاں کہا گیا ہے کہ یہ لوگ کہتے تھے کہ ہم مجبور تھے، تو آپ کے علم ہو گا وہاں بھی یہ کہا گیا تھا کہ ہم نے مجبوراً یہ دستخط کئے ہیں۔ اور اس کی نوعیت ہے، میں جانا نہیں چاہتا۔ کہ وہاں اس کی نوعیت کیا تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ چونکہ وہ غیر جماعتی تھے، لہذا اس لئے ان کی نمائندگی کا اعتبار نہیں ہے، میں اتنی گزارش کروں گا کہ کیا عرض کروں جو لوگ غیر جماعتی بنیادوں پر منتخب ہو کر آتے ہیں اور ان کی نمائندگی کا اعتبار نہیں ہے تو میں جناب محترم وزیر سے گذارش کروں گا کہ آپ کے انتخاب کے اندر جو ۶۵ ووٹ آپ کو ملے تھے، جب آپ کی جماعت کے ۲۰ ممبر منتخب تھے اور ۴۵ ووٹ آپ کو ان لوگوں کے ملے تھے جو غیر بنیادوں پر آئے تھے، تو اس کو ہم کیا کہیں گے۔

اسی طریقے سے وزیراعظم صاحبہ کو قومی اسمبلی کے اندر صرف ۹۴ ووٹ ملے ہیں اور جو باقی ووٹ اسے ملے ہیں، وہ آزاد تھے، کل ووٹ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۴۸ ووٹ تھے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۱۴۸ تھے۔ اگر آزاد ممبروں کی رائے کا اعتبار نہیں ہے تو پھر ہمیں یہ حق ہو گا کہ ہم یہ کہیں کہ یہ انتخابات اور یہ تقرریاں بھی صحیح نہیں ہوئی ہیں۔ بہرحال میں گزارش کروں گا کہ یہ ملک کے ابتدائی ایام ہیں، ان دنوں کے اندر ہم اپنے محترم وزیر خاتون سے یہ گزارش کریں گے کہ ہمیں بتلایا جائے کہ آپ کے عزائم، آپ کے ارادے کیا ہیں اور پھر ان عزائم اور ارادوں کو انطباق دلایا جائے ان کے اعمال سے، جو اس وقت تک ہو چکے ہیں کہ کیا وہ ان سے مطابقت رکھتے ہیں یا ان کے مطابق نہیں ہیں۔ میں جناب آپ کے ارشاد

کے مطابق تقریر کو مختصر کروں گا اور انہی گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

جناب چیئرمین: میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ملک کی سیاسی صورتِ حال پر خاص کر انتخابات کے بعد کی صورت حال پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا۔

جناب والا! خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملک بھر میں انتخابات وقت مقررہ پر بخیر و خوبی سرانجام پائے، جس پر نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونی دنیا میں بھی اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ صدر مملکت خان غلام اسحاق خان نے قوم کے ساتھ جو وعدہ فرمایا تھا، وہ انہوں نے بطریق احسن نبھایا، جس کی میں سمجھتا ہوں کہ مثال ترقی پذیر ممالک میں مشکل سے ملے گی، انتخابات کے بعد پی پی پی نے ایک مخصوص لسانی گروہ کے ساتھ اتحاد کیا اس طرح ایک کولیشن گورنمنٹ کا قیام عمل میں آیا، جب کہ ملک میں ۶۲ فیصدی آبادی والے صوبے پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت بنی۔ اسی طرح صوبہ سندھ میں انہی خطوط پر، یعنی مرکزی خطوط پر اسی لسانی گروہ کے ساتھ اتحاد کر کے، ایک کولیشن حکومت بنائی گئی، اور جب بلوچستان میں حکومت بنانے کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی تو پھر وہاں راتوں رات ایک ڈرامہ رچایا گیا۔ اسی طرح جناب والا! صوبہ سرحد میں اقلیت میں آنے کے باوجود پی پی پی نے ایک ایسی سیاسی جماعت کے ساتھ اتحاد کیا جس کے لیڈر پر چند سال قبل اسی پارٹی کی حکومت نے ملک دشمنی اور غداری کا مقدمہ چلایا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا جناب! کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ غالباً اسی صورت حال کو سامنے رکھ کر غالب نے یہ شعر کہا تھا کہ

؎ پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

جنابِ والا! جہاں تک PPP اور ANP کے ماضی کا تعلق ہے وہ سب پہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ان دونوں پارٹیوں کا صوبہ سرحد میں گٹھ جوڑ ملک کے مفاد کے خلاف ایک اتحاد ہے جو کہ ہندوستان کی ایماء پہ کیا گیا۔

جنابِ والا! PPP کا مقصد صرف اور صرف حصولِ اقتدار ہے جبکہ اسلامی جمہوری اتحاد کا مقصد اسلام کا نفاذ اور ملک میں نظریہ پاکستان کا فروغ ہے۔

جنابِ والا! جمہوریت کے دعویداروں نے روزِ اوّل سے حکومت پنجاب کی جہاں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے مخالفت شروع کی، جو آج تک نہایت ہی شدو مد سے جاری ہے اور اسی سے جمہوریت کے بارے میں ان کے جو خیالات ہیں یا ان کا جو فلسفۂ جمہوریت خاص الخاص ہے وہ عوام پہ آشکارا ہو جاتا ہے حالانکہ حالیہ انتخابات میں پنجاب کے عوام نے صریح طور پہ اسلامی جمہوری اتحاد کا ساتھ دیا تھا۔ جناب والا! جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں یا انہوں نے غیر مشروط طور پہ ان کے ساتھ شمولیت کی ہے اُن کو تو جمہوریت پسند کہا جاتا ہے اور جو اُن کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں تو اُن کو دھمکیاں دی جاتی ہیں اور ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم تمہیں PPP کی زبان میں جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین صاحب! مجھے یاد ہے کہ جب ہم لڑکپن میں سکول میں تھے تو سپرانٹو نامی ایک زبان کا نام سُنا تھا لیکن پی پی پی والی زبان کا نام آجکل سننے میں آیا ہے پتہ نہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟۔ جناب والا: اس ضمن میں کوئی وزیر فرماتے ہیں کہ پنجاب کی موجودہ حکومت زیادہ دیر نہیں چل سکے گی۔ کوئی وزیر فرماتے ہیں کہ نواز شریف کی وزارت دو تین مہینے کے عرصے میں ختم ہو جائے گی اور ایک وزیر با تدبیر نے یہاں تک فرمایا کہ حکومت پنجاب سے ہم نے مفاہمت کا سلسلہ شروع کر دیا ہے لیکن اُسی سُرخی کے نیچے وہ فرماتے ہیں نواز شریف نے وفاقی ملازمین کو نکالنے کی بات کر کے مجیب الرحمٰن کا ریکارڈ توڑ ڈالا، وفاقی حکومت، صوبائی حکومتوں سے زیادہ مستحکم ہے اور پنجاب کی حکومت غیر مستحکم ہے۔ اگر پنجاب کی حکومت نے اپنے

[Mr. Muhammad Ali Khan]

رویے میں تبدیلی نہ کی تو ہمارے پاس بھی متعدد ایجنسیاں موجود ہیں۔ اب حیرانگی کی بات ہے کہ آیا یہ ایک وزیر کا بیان ہے یا دو وزراء صاحبان کے بیانات ہیں جو فقط صرف ہم نام ہیں۔ جنابِ والا! جب اس بیان بازی سے حکمرانوں نے صوبہ پنجاب کی حکومت کو مرعوب نہ کیا تو پھر ایک بھونڈے قسم کا جھوٹا پروپیگنڈہ وطن میں شروع کیا گیا کہ انتخابات کے دوران پنجاب میں دھاندلی ہوئی ہے حالانکہ یہ سب پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نہ صرف ملک بھر fair & free الیکشن کے چرچے عام ہیں بلکہ باہر کی دنیا نے بھی ہمارے اس الیکشن کو سراہا ہے۔

جنابِ والا! میں سمجھتا ہوں کہ اب تصادم کی یہ فضا ختم ہونی چاہیے ڈیڑھ ماہ کی مدت میں حکمرانوں کا عوام دشمن اور جمہوریت دشمن کردار بالکل بے نقاب ہو گیا ہے اس قلیل عرصے میں انہوں نے بلوچستان کی جمہوریت پر شب خون مارا، لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل سے حق بحق دار رسید، وہ بات ختم ہو گئی ہے اور چونکہ اس معزز ایوان میں اس ضمن میں اس پہ کافی بحث ہو چکی ہے لہٰذا میں اس پہ مزید وقت نہیں لینا چاہتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے انتخابات میں جن لوگوں کو عوام نے تہی دست واپس بھیجا تھا آج راج دربار میں وہ بڑے اعلیٰ عہدوں پر فائز نظر آ رہے ہیں۔ جنابِ والا! جب یہ لوگ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو ببانگ دہل یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم نے ملک کو جمہوریت کی راہ پر گامزن کیا حالانکہ جمہوریت اس ملک میں مسٹر محمد خان جونیجو کی عطا کردہ ہے انہوں نے نہ صرف ملک کو جمہوریت سے نوازا بلکہ یہاں ایمرجنسی بھی ختم کر دی جس کا کبھی اس سے پہلے کسی نے سوچا تک نہیں تھا۔

لیکن افسوس کہ قوم نے ان کی کوئی پذیرائی نہیں کی۔ البتہ موجودہ حکمرانوں کی جو جمہوریت ہے وہ ایک نادر جمہوریت ہے جس میں مشیروں کی بھرمار ہے جنابِ والا! ایسا دن بہت کم گزرے گا جس میں ایک یا دو کے مشیر بننے کی خبریں آپ نہ پڑھتے ہوں گے۔ ہم حیران ہیں کہ محکمہ جات کتنے ہیں اور یہ مشیروں کی تعداد کیا ہے جنابِ والا! اسی تقرریوں کو میں منحوس سایہ سمجھوں گا۔ حالانکہ میں ایسے الفاظ بہت کم

استعمال کرتا ہوں اور اگر کسی کو اس پہ اعتراض ہو تو میں یہ الفاظ واپس بھی لے لوں گا اتنا میں کہہ دوں گا کہ ان تقرریوں کا اثرِ بد اس سینیٹ پہ بھی پڑا، یہاں ایک صاحب کو خوش کرنے کی خاطر اُسے ڈپٹی لیڈر آف دی ہاؤس مقرر کیا گیا۔ حالانکہ ایوان میں قائدِ ایوان ایک تو جناب وزیرِ اعظم ہوتا ہے اور پھر ان کی غیر حاضری میں ایک منسٹر یا ایک ممبر کو acting leader of the House کہا جاتا ہے یہ کام متعدد افراد کو نہیں سونپا جاتا۔ اب تو جناب والا! امریکن spoil system کے تحت ایک نئی سکیم شروع کر دی گئی ہے جس کے تحت تقریباً ۵ ہزار افراد کو یعنی اُن کی پارٹی کے لوگوں کو سترہ گریڈ سے لے کر بیس گریڈ تک بطور lateral entrant عہدے دیئے جانے کی ایک گرینڈ سکیم مرتب ہو رہی ہے لوگ حیران و پریشان ہیں کہ اس مفلس اور غریب ملک کے ساتھ اور کونسا کھیل کھیلا جائے گا۔

جناب چیئرمین! اب جو نیا کرتب حکمرانوں نے اپنی پٹاری سے نکالا ہے وہ ہے آٹھویں ترمیم کی منسوخی کا، اس ضمن میں دلائل دیئے جا رہے ہیں کہ ایک فردِ واحد کو سارے اختیارات سے نوازا گیا ہے اور اس کو ہم ختم کر کے دم لیں گے اگر اراکین پارلیمنٹ نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو پھر اسی issue پہ ریفرنڈم کروائیں گے۔ یہ لوگ نہی عن المنکر کی بات تو کرتے ہیں لیکن امر بالمعروف کی بات کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اگر آٹھویں ترمیم ختم ہو گئی تو پھر صدر مملکت کی جگہ یہ سارے اختیارات پھر کسی فردِ واحد یعنی وزیرِ اعظم کو تفویض کئے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اختیارات ایک مدبر ایک تجربہ کار ایڈمنسٹریٹر سے لے کر کوچۂ سیاست میں نو وارد کی جھولی میں ڈالنے کی ایک سازش ہے اور ہمیں اس دور کی طرف واپس لے جانے کی کوشش ہے۔ جب طلباء دیواروں پر لکھا کرتے تھے کہ "چچا فضل الٰہی کو رہا کرو" جناب والا! ہماری یہ کوئی خواہش نہیں ہے کہ پھر ہماری قوم کے بچے اور بچیاں قصرِ صدارت کی دیواروں پہ لکھیں کہ "خان بابا" کو رہا کرو۔ یہ ہم ہرگز

[Mr. Muhammad Ali Khan]

ہونے نہیں دیں گے۔

جہاں تک جنابِ والا! اس ترمیم کا تعلق ہے۔ اس کے بارے میں ہم نے اپنی پوزیشن صریحاً واضح کر دی ہے اور اس ضمن میں ہم نے اخبارات میں بیان بھی دیا ہے۔ اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ گیند حکومت کی کورٹ میں ہے۔ وہ ہمیں بتائیں کہ آٹھویں ترمیم میں وہ کون سی شقیں ہیں جن کا اثرِ بد پاکستان کے نزبوں حال عوام پر ہوتا ہے۔ وہ کون سی شقیں ہیں جو جمہوریت کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ جب ہمیں ان کی طرف سے وہ مکمل فہرست موصول ہو جائے گی۔ پھر انشاء اللہ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر افہام و تفہیم کے ساتھ کوئی فیصلہ کر لیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا حل ضرور نکل آئے گا۔ لیکن اس کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے کوئی بھی راسخ العقیدہ مسلمان تیار نہیں ہو گا۔

جنابِ والا! یہ کوئی پہلی بار نہیں ہے کہ مارشل لاء . . . کے کچھ احکامات کو تحفظ دیا گیا ہے اس سے قبل مرحوم فیلڈ مارشل کے زمانے میں بھی مارشل لاء . . . کے احکامات کو تحفظ دیا گیا تھا اور اسی طرح پھر صدر یحییٰ خان کے زمانے میں مارشل لاء . . . کے احکامات کو بھی تحفظ دیا گیا تھا۔ ان جرنیلوں کو تو چھوڑیں ایک سویلین مارشل لاء . . . ایڈمنسٹریٹر اس ملک میں آئے تھے یعنی مرحوم بھٹو صاحب، انہوں نے بھی جو مارشلائی احکامات ملک میں نافذ کئے تھے ان کو بھی تحفظ دیا گیا تھا اب حکومت کو چاہیئے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور فکر کرے اور اس کو عوامی نعروں کی طرح ہوا نہ دے کیونکہ اس سے کچھ بھی نہیں بن سکے گا۔ یہ ایک آئینی مسئلہ ہے جس کو آئینی طور پر ہم نے حل کرنا ہے۔ کیونکہ ہر کام کو انجام دینے کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ زندہ باد اور مردہ باد سے جنابِ والا مسائل حل نہیں ہوتے۔ بلکہ اس سے مسائل اور زیادہ سنگین ہو جاتے ہیں۔

جنابِ والا! حقیقت تو یہ ہے کہ موجودہ حکمرانوں کے پاس کوئی خاص پروگرام نہیں ہے اور عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے کے لئے انہوں نے یہ نیا شوشہ چھوڑا ہے۔ کاش آٹھویں ترمیم کی جگہ پر اپنا پرانا نعرہ روٹی . . . . کپڑا اور مکان' لگاتے

تو شاید کچھ لوگ ان کی طرف توجہ کرتے لیکن آج تک انہوں نے یہ چیز نہیں کی۔

جناب والا! بدقسمتی سے آج ان کے پاس صرف یہی ایک نعرہ ہے کہ آٹھویں ترمیم کو ہم ختم کر کے چھین لیں گے۔ اس کے علاوہ حکومت نے بیگناہ اور مظلوم لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والے قاتلوں، دہشت گردوں اور اخلاق سوز حرکات اور افعال کرنے والے مجرمین کو بیک جنبش قلم جیلوں سے رہا کر کے انصاف کا خون کیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ان کے مقدمات عدالت میں بھیجے جاتے اور اگر وہاں انہیں سزا نہ ہوتی اور عدالت کو پتہ چل جاتا کہ وہ بیگناہ ہیں اور وہ رہا کر دیئے جاتے تو کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ مجرموں کے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے انہیں محب وطن اور جمہوریت پسندوں کے القابات اور خطابات سے نوازا گیا۔ جناب والا! ایسے لوگوں کو کھلی چھٹی دے کر اب تو وزراء کی موجودگی میں بھی اب تو بین الاقوامی شہرت کے پروفیسروں کو مارا اور پیٹا جاتا ہے اور رات کو جب لوگ سوتے ہیں تو اپنے آپ پر آیتہ الکرسی دم کر کے سوتے ہیں۔ جناب والا! اس ضمن میں میری ایک عرض ہے۔

پرسوں ایک آدمی مجھے ملنے آیا اس نے کہا کہ میں اپنی کوٹھی جا رہا تھا چار آدمیوں نے جو کہ کلاشنکوف سے مسلح تھے مجھ پر حملہ کیا میری گاڑی چھین لی اور ان میں ایک آدمی جس کو میں نے پہچان لیا وہ شخص جو کہ پہلے دہشت گرد تھا اور آج اس کو رہائی ملی ہے جب وہ پولیس اسٹیشن گیا تو پولیس والوں نے اس کی رپورٹ بھی نہیں لی۔ پولیس نے آج تک کیس رجسٹر نہیں کیا۔ بدقسمتی سے اس کی جو تھیلی گاڑی میں تھی۔ گاڑی تو اس کو دوسرے تیسرے دن مل گئی لیکن جو بیگ اس کا وہ لے گئے خیال تھا ان کا کہ اس میں پیسے ہوں گے اس میں میرے shares transfer deeds تھے۔ میں نے انہیں حصے خریدنے کے لئے کہا تھا تو پرسوں میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے پھر کراچی جانا ہے اور جن لوگوں نے آپ کو حصے بیچے ہیں میں ان سے ایسے نو دستخط کرا کر وہ shares transfer deeds آپ کو دے دوں گا۔ تو یہ حالت ہے ملک میں۔ جہاں تک ان قیدیوں کا تعلق ہے جناب والا! نامور قیدیوں کو ایک

[Mr. Muhammad Ali Khan]

ہم ان کو نامور ہی سمجھیں گے جنہیں اتنے کام کرنے کے باوجود عام معافی مل گئی ہے، تو رہا کر دیا گیا ہے اور اب ٹیلی ویژن پر حدیث شریف کے ترجمے کو مسخ کر کے دکھایا جا رہا ہے اور ایک حدیث جس میں غلاموں کو آزاد کرنے کی بحث ہے اس میں لفظ غلام کی بجائے لفظ قیدی لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے یعنی مجرم قیدیوں کو چھوڑا ہے ان کے لئے کوئی شرعی جواز پیدا کیا جا سکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ چاروں مذاہب میں نا روا ہے۔

جناب والا! ایک اور شوشہ جو موجودہ صورت میں چھوڑا گیا ہے وہ یہ کہ پی آئی اے کے جہاز کو مرحوم صدر ضیاء الحق نے اغوا کروایا تھا اور اس کا ناجائز الزام الذوالفقار نامی تنظیم پر لگایا گیا۔ اس بارے میں تو صرف یہ کہوں گا کہ جناب

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اس کو تو چھوڑیئے آج کل ان کے جلسوں میں ایک مخصوص پارٹی کی طرح نہ قائداعظم زندہ باد کے نعرے لگتے ہیں نہ پاکستان زندہ باد کے نعرے لگتے ہیں بلکہ جئے بھٹو اور قائد عوام زندہ باد کے نعرے سنائی دیتے ہیں اور ساتھ بھنگڑے ڈالے جاتے ہیں۔ جناب والا! میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہم نے پاکستان ایسی ثقافت کو روشناس کرنے اور اسے اجاگر کرنے کے لئے بنایا تھا۔

جناب والا! قومیں مثبت سوچ اور ایسی حکمت عملی سے بنتی ہیں جس کے پیچھے کوئی گہری سوچ ہو۔ گہری فکر ہو۔ اور ایسی گہری فکر جس میں ماضی سے سبق سیکھا گیا ہو۔ تاریخ سے عبرت حاصل کی گئی ہو اور پھر آئندہ کے لئے مستقبل کے لئے کوئی پروگرام مرتب کیا گیا ہو۔ لیکن جب ہم گزشتہ ڈیڑھ دو ماہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پہلی بات جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ کہ آج کل ملک میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ وقتی مصلحتوں کی خاطر ہو رہا ہے یعنی سب ایڈہاک ازم ہی ایڈہاک ازم ہے۔ اس سے زیادہ کوئی اور چیز نہیں ہے۔ یعنی ہر طرف بے ترتیبی، بدنظمی اور بے آئینی ہے۔ جناب والا! عوام کا نام تو بہت لیا جا رہا ہے لیکن عوام بالکل الگ تھلگ ہیں ان کے مسائل تو حل کرنا درکنار

ان کی طرف آج تک کسی نے یہ توجہ بھی نہیں دی کہ ان کے مسائل حل کرنے کے لئے کون سے راستے تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ جناب والا! یہی وجہ ہے کہ مہنگائی نے پریشان حال عوام کی کمر توڑ ڈالی ہے۔ آج کل خود وزیر اعظم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ ملک میں افراطِ زر کی شرح ۱۸ فیصد ہے۔ جب افراطِ زر کی شرح ۱۸ فیصد ہے تو یقیناً ملک میں مہنگائی ۲۰ فیصدی سے ہرگز کم نہیں ہو سکے گی۔ گندم مہنگی ہو گئی ہے اور مارکیٹ سے غائب ہو گئی ہے۔ دالیں مہنگی ہو گئی ہیں اور اب تو چائے بھی بازار میں مشکل سے مِل رہی ہے۔ اس کے علاوہ جنابِ والا! ایک غریب طبقہ جو اس ملک کے کاشتکار ہیں اور جن کی آبادی کوئی ۷۵ فیصد ہے ان کا انحصار صرف کاشت کاری پر ہے اور ان کی کاشت کاری کی ترقی کا راز کیمیائی کھادوں میں ہے۔ کیمیائی کھادوں کی قیمت بھی اب آسمان سے باتیں کرنے لگی ہے۔ آج کل تو کچھ تھوڑی بہت گندم یہ باہر سے منگوا رہے ہیں کمی کو پورا کرنے کے لئے لیکن جناب والا! اگر یہی حالت رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ اگلے سال کے لئے آپ کا جتنا بھی راشن ہے وہ سب آپ کو باہر سے منگوانا پڑے گا۔ جنابِ والا! یہ تو رہے ملکی معاملات جن کے بارے میں صرف اتنی عرض ہے۔

ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

جناب والا! موجودہ حکومت کے دور میں امریکی اثرات بہت زیادہ ہو رہے ہیں اور امریکی مداخلت بے حد سرایت کر چکی ہے۔ جو کہ امریکی سفیر متعینہ پاکستان کے بیانات سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ اور اب مسٹر سولارز کے آنے کے بعد تو موجودہ حکومت، میں سمجھتا ہوں نہ صرف اپنے موقف سے دستبردار ہو جائے گی بلکہ ایٹمی پروگرام بھی امریکہ اور بھارت کی مرضی کے مطابق تبدیل کر دے گی۔ کیونکہ مسٹر سولارز کی یہ کوشش اور خواہش ہے کہ سارک کے دیگر ممالک کی طرح پاکستان بھی ہندوستان کی لیڈری کو تسلیم کر لے۔

جنابِ والا! سارک کانفرنس میں وزیر اعظم صاحبہ نے ملک کے وقار کو بُری طرح مجروح کیا۔ دیگر سربراہان مملکت کی طرف سے توجہ ہٹا کر پاکستان کے ازلی دشمن بھارت سے پُراسرار دوستی کی پینگیں بڑھائی جاتی رہیں جس کی وجہ سے مسٹر راجیو گاندھی، سارک کانفرنس،

[Mr. Muhammad Ali Khan]

کے بعد ایک ہیرو کی حیثیت سے واپس بھارت لوٹا۔ حالانکہ اس سے قبل نیپال میں بھی ایک سارک کانفرنس ہوئی تھی جہاں کہ ہندوستان کو ہماری طرف سے منہ کی کھانی پڑی انہوں نے کوشش کی کہ یہ کانفرنس ایک قرارداد پاس کرے اور اس قرارداد میں ہندوستان کو ہدیہ تحسین پیش کرے کہ انہوں نے سری لنکا میں امن کے قیام کے لئے فوجیں بھیجی تھیں پاکستان نے اس قرارداد کو جناب والا ویٹو کیا اور اس بارے میں ہمارے ملکی اخبارات نے بھی leading articles لکھے اور باہر کی دنیا کے اخبارات نے بھی leading articles لکھے اور جتنے بھی غریب ملک سارک کے ہیں جو کہ ہندوستان کے پنجے میں ہیں وہ آج پھر پاکستان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ ان کے لئے کوئی دوسری راہ نجات نہیں صرف پاکستان ہی پاکستان ہے۔

جناب والا! ان حکمرانوں کو یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہیئے کہ پاکستان کے مسلمان کبھی بھی ہندو کی بالادستی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں نہ کبھی پہلے تیار تھے اور نہ آئندہ کے لئے تیار ہیں۔ ہندوستان اس خطے کا وہ واحد ملک ہے کہ جس کے ساتھ اس کے ہمسایہ ملکوں بالخصوص پاکستان کے ساتھ سنگین نوعیت کے تنازعات ہیں اور سب سے بڑا تنازعہ مسئلہ کشمیر ہے پھر یہ محض دو ملکوں علاقائی جھگڑا نہیں ہے بلکہ یہ قوم کی آزادی کا مسئلہ ہے پھر جناب سیاچین کا مسئلہ ہے پھر دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ ہے یہ سارے مسئلے اہم سال سے چلے آرہے ہیں۔ اس کے بارے میں ہندوستان نے کسی قسم کی آج تک کوئی پیش قدمی نہیں کی اور نہ آئندہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ جناب اب ہمیں شملہ سمجھوتے کی عنیفنت کو دیکھنا چاہیئے جس کو کئی دفعہ ہندوستان نے violate کیا ہے اب ہم ان کی مرضی کے مطابق چلنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب ہمیں چاہیئے کہ مسئلہ کشمیر کو پھر دوبارہ اقوام متحدہ میں لے جائیں کیوں کہ شملہ معاہدہ ہونے کے بعد اس مسئلے میں کسی قسم کی پیش رفت نہ ہو سکی اور نہ ہو سکے گی جناب والا! اگر ہم ہندوستان کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اس سے نیکی کی توقع کریں تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے احمقوں کی جنت میں بسنے کے مترادف ہوگا لیکن افسوس اس بات پر ہے

کہ جب راجیو گاندھی یہاں آئے تو اس کے سامنے اس دوستی کو بڑھانے کی خاطر پاکستانی دوشیزاؤں کو نچایا گیا جس پہ کہ جتنا بھی ہم افسوس کریں کم ہوگا اور چادر اور چار دیواری کے اس حقیقت کو قصۂ پارینہ بنا دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس سے قبل کراچی میں انتخابات کے بعد ایک عجیب قسم کا جشن منایا گیا جسے جشن مسرت کہا جاتا ہے وہ پاکستان کی تاریخ میں ایک سیاہ باب کہلائے گا۔ جناب والا! اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے حالیہ دورہ سعودی عرب کے دوران ہماری محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے اپنے وفد میں کچھ عورتوں کو بغیر ان کے محرموں کو لے جا کر عمرہ کرایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام کے ساتھ ایک کھلا مذاق ہے اب آپ خود بتائیے کہ ہمارے پاس شکایت کی کون سی بات رہ گئی ہے، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی موجودہ حکمرانوں کو خداوند تعالیٰ نے وقت دیا ہے کہ وہ صمیم دل سے توبہ تائب ہو کر اس وطن عزیز کو صحیح فلاحی اور اسلامی مملکت بنانے کی کوشش کریں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گی۔

آخر میں میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جناب کچھ باتوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو اس معزز ایوان میں ایک رکن نے اپنی تقریر کے دوران فرمائی تھیں انہوں نے کارکنان تحریک پاکستان کو پاکستان کے ٹھیکیدار اور پاکستان کے اجارہ دار جتانے کی کوشش کی جناب والا! میں عرض پرداز ہوں کہ جنگ آزادی کے سپاہیوں نے آج تک اپنے کارناموں پر کوئی فخر نہیں کیا بلکہ وہ خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی توفیق عطا فرمائی تھی کہ انہوں نے بیک وقت دو طاقتوں یعنی انگریز اور ہندو کانگریس کا مقابلہ کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مقابلے میں کامیاب کیا اور اس کی وجہ سے خداوند تعالیٰ کے فضل سے اسی جماعت نے انہی کارکنان تحریک پاکستان نے ایک وسیع اور عریض ملک حاصل کیا۔ جس میں مسلمان قوم احکامات دین کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں گے۔ جناب والا! اس ضمن میں میں صرف یہ کہوں گا کہ فریڈم فائٹرز کو جن مشکلات سے صوبہ سرحد میں دوچار ہونا پڑا وہ ایک الگ داستان

[Mr. Muhammad Ali Khan]

ہے بلکہ اسی ایک مخصوص سیاسی پارٹی کی مہربانی سے ہمیں ملک میں ریفرنڈم کرانا پڑا اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں کے مسلمانوں سے پوچھا گیا کہ آیا تم مسلمانوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتے ہو، پاکستان میں رہنا چاہتا ہے یا ہندو اکثریت کے ساتھ ہندوستان میں آپ رہنا چاہتے ہو لیکن خداوند تعالیٰ کا فضل تھا کہ پختونوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا اور آج پاکستان کی سرحدیں افغانستان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں شکر الحمد للہ ایسا نہیں ہوا کہ ہم ریفرنڈم ہار گئے اگر بدقسمتی سے ہم وہاں ریفرنڈم ہار جاتے تو پھر پختون برصغیر کے مسلمانوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے جناب والا اب بھی کچھ نہیں گیا میں ان لوگوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی اور جو اب بھی پاکستان کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ خدا کے لئے اس ملک کو اپنا سمجھیں نظریہ پاکستان کو اپنائیں اور پاکستان دشمن طاقتوں سے دوستی چھوڑ کر اپنے ملک کی طرف توجہ کریں۔ اس قوم کی خدمت کریں اور پاکستانی قوم کے مستقبل کی فکر کریں۔ اس میں ان کی بھلائی ہے اور ان کی آئندہ نسلوں کی بھلائی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب شکریہ! جناب صوبیدار مندوخیل صاحب ۔ ۔ ۔ ۔

قاضی حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! میں نے ایک کال اٹینشن نوٹس دیا ہے اور جناب چیئرمین! نے اس کال اٹینشن نوٹس کو منظور کیا ہے اور اس کو آرڈر آف دی ڈے پہ رکھنے کی ہدایات بھی دی تھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ قاضی صاحب آرڈر آف دی ڈے پہ ہے اور آخری آئٹم ہے۔

قاضی حسین احمد: وہ آخری آئٹم نہیں ہونا چاہیئے اس کو تحریک استحقاق کے بعد لیا جانا چاہیئے اور کال اٹینشن نوٹس کا مطلب ہی یہ ہے اور یہ جو ہمارے نئے رولز اور

پروسیجر زمین ان میں ایک اضافہ کیا گیا ہے تاکہ ایک ضروری اور اہم بات جس کو آؤٹ آف ٹرن لانا مقصود ہو وہ تحریک التواء کی بجائے اس طریقے سے لائی جا سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب میں معلوم کرتا ہوں اور پھر آپ کو بتاؤں گا، جی صوبیدار مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمان الرحیم، جناب چیئرمین صاحب شکریہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا جناب ۱۶ نومبر کو انتخابات ہوئے اس کے بعد ۱۹ نومبر کو صوبائی انتخابات ہوئے پیپلز پارٹی کو عوام نے ووٹ دیا اور اس کو حکومت بنانے کی صدر صاحب نے دعوت دی۔ پیپلز پارٹی کی حکومت بن گئی بے نظیر صاحبہ وزیراعظم بن گئیں جناب آتے ہی انہوں نے دعویٰ کیا کہ پنجاب میں دھاندلی ہوئی ہے حالانکہ پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت بنی ان کو پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت تسلیم کرنی چاہیئے تھی یہاں ہم نے عوام نے پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت تسلیم کی لیکن دن بدن بیانات تیز ہوتے جا رہے تھے اور صوبہ پنجاب اور مرکز میں confrontation شروع ہوئی آئے دن ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کو مزید بڑھایا جا رہا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اب یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے کہ آیا یہ حکومت جس نے پاکستان میں ترقی کا وعدہ کیا تھا اس کے برعکس اس نے یہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ جناب میں عرض کروں گا کہ ہمارے سیاستدانوں کو ہمارے ذمہ دار افراد کو غلط بیانی کرنے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنے کی بجائے مل بیٹھ کر ایک جامع پروگرام بنانا چاہیئے کیونکہ ہمارا ملک ۴۰ سال سے تجربہ گاہ بنا ہوا ہے ہمارے ملک میں مزید تجربے کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جتنے بھی ہمارے صوبائی لیول پر ذمہ دار افراد ہیں ان سے میں درخواست کروں گا کہ اس حکومت اور پاک سرزمین کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ آپ مل بیٹھ کر کریں اس محاذ آرائی سے ہمارا ملک مزید خراب ہوگا۔ روزانہ یہ ہڑتالیں یہ کاروبار بند ہونا اس سے مزید مشکلات پیدا ہوں گی اس سے فائدہ کچھ نہیں پہنچے گا۔

[Mr. Subedar Khan Mandokhel]

جناب سارک کانفرنس کے بارے میں ہم یہ نہیں کہتے کہ وزیراعظم صاحبہ نے ہندوستان کے ساتھ دوستی کیوں کی میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ہندوستان پر ہمارا بھروسہ ہے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھانے کے لئے اگر بھروسہ ہے ..... کیونکہ ماضی میں ہندوستان نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا وہ ہم لوگوں کو پتہ ہے۔ ہمارے عوام کو پتہ ہے کہ انہوں نے ہمیں کس طریقے سے دھوکہ دیا میرے خیال میں وہاں الیکشن ہونے کی وجہ سے راجیو گاندھی نے یہاں تین معاہدے کئے وہ بھی ایسے معاہدے نہیں ہیں جو ہمارے پاکستان کی بقاء اور سالمیت کے لئے ہوں یہ کیا ہے کہ پارلیمنٹرین جو ہیں وہ بغیر ویزہ کے ایک دوسرے ملک میں جائیں اور ایک ثقافتی معاہدہ ہے ہمیں یہ ثقافتی معاہدہ وغیرہ کچھ نہیں چاہیئے اگر ہندوستان ہمارا صحیح معنوں میں دوست ہے لیکن میں نہیں سمجھتا ہندوستان ہمارا صحیح معنوں میں دوست ہو سکتا ہے۔ ہندوستان سے دوستی بڑھا روس سے امریکہ سے افغانستان سے ہمارا قریبی دوست افغانستان ہے قریب ہی ملک ایران ہے اس کو ہم ترجیح دیں اس کی ہم مدد کریں۔ مہاجرین پاکستان آئے ہیں ان کو آٹھ نو سال ہوئے۔ ہم نے ان کو بڑی عزت دی اپنی زمینیں قربان کیں ہم نے ان کے لئے کافی قربانیاں دیں۔ اگر ہم افغانستان میں صحیح حکومت چلانے میں ان کے ساتھ تعاون کریں تو وہ ہمارے اچھے دوست ثابت ہو سکتے ہیں ایران ہمارا دوست، ہمسایہ ملک ہے وہ مسلمان ملک ہے وہ ہمارے ساتھ دوستی نبھا سکتا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ہندوستان کے ساتھ ہماری دوستی دور رس ہو۔

جنابِ والا! میں کشمیر کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ کشمیر کو ہم نہیں بھلا سکتے کشمیر کے لئے ہم نے اور مسلمانوں نے کافی قربانیاں دیں اور ابھی تک قربانیاں دیتے رہے ہیں اس کو ہم نے پیچھے چھوڑ دیا اور کشمیر کو ہم نے بھلا دیا تو ہمارے عوام ہمارے بزرگ ہمیں نہیں چھوڑیں گے ہمارا گلا پکڑیں گے کہ آپ نے کشمیر کو اس نازک حالت میں کیوں چھیڑا۔ ہندوستان کے ساتھ ہم لوگوں نے کشمیر کا ذکر کرنا ہی چھوڑ دیا ہے اس کی آخر کیا وجہ ہے۔ عوام پوچھنا چاہتے ہیں۔ سارک کانفرنس میں جو عزت راجیو گاندھی کو ملی

ہیں کہتا ہوں ٹھیک ہے وہ بھی وزیر اعظم ہے اس کی آبادی پاکستان سے زیادہ ہے باقی بھی سربراہان مملکت آئے تھے کیا وجہ ہے ان کی اتنی زیادہ پذیرائی نہیں ہوئی ان کی اتنی زیادہ مہمان نوازی نہیں کی گئی لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں جیب کہ کشمیر ہاؤس کا بورڈ ہٹایا گیا لوگ پوچھتے ہیں کہ کیوں ہٹایا گیا صرف راجیو گاندھی کو خوش کرنے کے لئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صوبیدار صاحب اگر repetition نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے ایسے پوائنٹس speech میں لائیں جو پہلے نہ کیے گئے ہوں ہیں آپ سے گزارش کروں گا۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: آپ مجھے موقع دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: موقع تو دیا ہوا ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: میری فلائٹ بھی ہے میں کوشش کروں گا کہ میں اس کو مکمل کروں میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوری عمل کو فروغ دینے کے لئے ہم سب کو بیٹھ کر اس کو مکمل کرنا چاہیئے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو دور کرنا چاہیئے جہاں جہاں جدھر جدھر حکومتیں بنی ہوئی ہیں ان کو تسلیم کرنا چاہیئے ہم نے وزیر اعظم کو وزیر اعظم سمجھا ہے اور ان کی ہم تہہ دل سے قدر کرتے ہیں ہم ہر اس بل میں ان کی مخالفت نہیں کریں گے جو پاکستان کی بقاء کے لئے ہو اور ہمارے غریب عوام کے فائدے کے لئے ہو ہم ان کے ساتھ ہیں اور ہمارا تعاون ان کے ساتھ ہے۔ جناب یہ سینیٹ ایک ایسا فورم ہے جس میں چاروں صوبوں کے نمائندے برابر کے حصے دار ہیں۔ میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ ہمارا جو وفاقی بجٹ ہے اس کو سینیٹ میں پیش کرنا چاہیئے تاکہ ہمارے جتنے صوبوں کے نمائندے ہیں وہ اپنے اپنے صوبوں کے لئے یہاں اس پر بحث کریں اور اس کے لئے اپنے اپنے صوبوں کے لئے کام کریں۔ میں بلوچستان کے ممبر کی حیثیت سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ بلوچستان ایک غریب صوبہ ہے غیر ترقی یافتہ صوبہ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ بلوچستان کے لئے ایک سپیشل فنڈ قائم کیا جائے اور آئندہ

[Mr. Subedar Khan Mandokhel]

سے فنانس بل سینیٹ میں پیش کیا جائے۔

جناب والا! میں ایک بار پھر آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ ہمارے اختلافات اگر کم ہوں گے تو ہم جتنا بھی ذہن اور سوچ رکھتے ہیں وہ پاکستان، پاکستان کے عوام کی بھلائی کے لئے ہوگا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ روزانہ ایسے عجیب قسم کے بیانات آرہے ہیں جس کو باہر کے ملک پڑھ کر پاکستان کے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے اختلافات ختم ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جناب وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان صاحب۔

Mr. Deputy Chairman: Sahabzada Yaqub Khan.

Sahabzada Yaqub Khan: Thank you, Mr. Chairman, Sir, you are very kind to give me time. I shall try to be as brief as possible particularly in view of your perfectly justified reference to the repetitions that have taken place. I shall merely be refering to certain foreign policy points that have repeatedly been raised during the course of the discussion on the political situation. Although these points were covered by and large during the statement that I made. They have also been covered in one or two adjournment motions in the last few days. Nevertheless, doubts seem to persist and the points have been again referred to. The question of on Kashmir has been repeated *ad nauseam*. I have already said in my statement that there can be no question of giving up our stand on the Kashmir Issue. I have assured the House that during the recent talks here in Islamabad we left no doubt on this issue as far as the Prime Minister of India was concerned and as far as his delegation was concerned that this issue is unsettled, undecided and remains outstanding. Similarly the Prime Minister clearly set-forth this position to the India side. Our position on Jammu and Kashmir is unwavering and unaltered and therefore, the public pronoucements at the highest level by the Prime Minister herself have reassured again and again that we would never compromise on principles in quest for better relations with India. After these categorical assurances, I feel that these accusations and allegations are unjustified and that the argument is not strengthened by repetition. The point was made during the discussion this morning regarding taking up the Kashmir Issue in the United Nations.

Let me inform the honourable Senator for whom I have special respect and also affection that this question of whether or not to take up the Kashmir Issue in the Security Council is one in which we should first of all reflect upon — is it an end in itself or is it a means to an end ? What is the aim we want to achieve ? In 1948, we got a very strong resolution on Kashmir and in between we have tried to re-open this question and to take it up in the Security Council but we have not succeeded. It has either been vetoed, or our resolutions that were much weaker or watered down might have emerged and we would indeed be in a very sad position and as one of the Members said that " لوگوں کا ہاتھ ہمارے گلے پر ہوگا "

If we took up this question in the Security Council and if it was vetoed or if we got a resolution that was measurably weaker than the one that we already have, would we have gone closer to the solution of the Kashmir problem ? Would we have driven ourselves further away from it ? And this recourse, of course, is always open but it has to be approached with circumspection with judiciousness, with a total study of the total position and to ask ourselves — does it get us closer to our main aim or does it drive us further away from it ? These are the considerations which should be taken into account when recommendations of this kind are made and all these factors would need to be reconsidered.

The point was raised that we have claimed that in Siachen, violation of the Simla Agreement has taken place, therefore, the Simla Agreement does not exist and I should negate or abrogate that agreement. We hold India to this agreement by saying that you have violated it, we use it as a leverage of this very agreement as a strong argument. In our negotiations on this question and by saying that as the Simla Agreement does not exist, we do not improve our position. In many ways, we have weaken it because as I said by holding on to that agreement we hold India to it and use it as a strong argument in our negotiations and our aim is to seek a peaceful solution and a just settlement of the Siachen issue and this is an effort so that we shall continue. A reference was made to the certain reports appearing in the "Times of India", I don't think that I will need waste the time of the House or your time, Mr. Chairman, unfounded speculative reports on newspapers regarding conversation between Heads of State should not lead us to decide whether or not a certain conversation took place and should not lead us to jump to conclusion regard-

[Sahabzada Yaqub Khan]

ing speculative reporting in Indian newspapers about the substance of the conversations between our two Prime Ministers.

The next point that I would like to touch on because it was raised during the course of discussion, relates to Cultural Agreements. Dobuts and apprehensions were expressed regarding the cultural invasion that might take place as a result of this agreement. I would like to assure the House that in no way the projection of the ideology of Pakistan would be diluted nor should it be seen as posing a threat of cultural invasion. I say this because I feel that we should have faith and belief in the strength, in the vitality, in the vigour in the resilience of our ideology and of our culture. It is a cultural heritage of which we are proud. It has taken us forty years to take roots and we should not be so self-doubting and so insecure as to think that it would crumble in contact with other cultures or if we throw open our windows to the views and cultural projections of other countires. Islamic culture has flourished in the most hospitable environments in the teeth of difficulties, in situation where we were in a minority and our ancestors came with the Quran in one hand to preach and sword in the other to protect it. What were the environments that then prevailed and if it could take root, if it could become strong and vibrant and it could be on the offensive, surely we have not suddenly become a fiat decayed or decadent and our ideology should be so fragile, so brithle that it should crumble as I said by cultural contacts with others. I think, we do a great disservice, Mr. Chairman, to our ideology when we paint in this rather negative light. I do not believe that our cultural values are so fragile. I believe that they are strong; I believe that they are vibrant and I believe that they are invulnerable to the kind of encroachments regarding which some of the honourable Members have entertained apprehensions, mis-givings, fears and doubts.

Regarding the change in text books, this subject has already been discussed, I think, it was yesterday, with the Leader of the House when he replied or discussed the admissibility of this adjournment motion. I shall not go into details and I will merely say that the agreement does not only asks that the text books and so on as far as possible do not contain mis-representation of facts. I do not believe that it would be right and this is unexceptionable. Would it be right to say, no. Text books should contain mis-representations, I do not think, this could be our view. Furthermore, the emphasis is on mis-representation not on representation of facts, in no way,

does it prevent or impede us to project our ideology, or it is not an abridgement of our right to put forward our point of view and we have not abdicated or given up or renounced in any way that right to porject the two-nation theory, our Islamic teachings, our ideology, the whole set of values and pattern of values for which we stand and which forms the focus and centre of our ideological philosphy. Furthermore, a technical point is that these programmes would have to be mutually agreed upon in an agreed protocol before they are implemented. Therefore, some of these doubts and anxieties are unfounded and need not cause the apprehnsions that they seem to have excited.

As regards SAARC and whether or not it has produced spectacular results, I would merely say that we should study the growth of similar organizations — there growth and evolution, the rhythm at which they developed and compare it to SAARC. AGEAN is twenty years old and has only just recently come of age and has been able to mature and project its personality. In Europe the Eureopean Community has been going now for 40 years and in countries with a homogenity of culture and a degree of sophistication that obtained, it took a long time before national interests of each country could be harmonized; and this desire to harmonize national interests imposes certain restraints on rapid progress. In fact, I think, compared to these organizations we can justifiably claim that there is every reason to be satisfied with the speed and progress with which SAARC has grown and the manner in which it has projected itself as a mature organization. Furthermore, I am not too sure that rapid progress in itself is a virtue as it might lead to a fragility of the basis — I mean you do not wish to build on sand, you want to make sure that you consolidate every step that you take in the forward direction and it is only in this way that an edifice that is firm and strong can be built up and not by a quick fix or expecting or striving for spectacular, startling, headline catching results which may mean basic weakness and fragility. The organizations, such as these, are plants of slow growth. Rapid growth or over extension can produce results exactly the opposite of those which these organizations are designed to achieve. Despite this, commendable progress has been made which has been acknowledged far and wide. I will not go to enumerate all the points. I would merely mention that under SAARC 2000 Programme; let me say it here that the idea of SAARC 2000 which aims and focusses on human resources and on basic needs, this idea was put forward by a member of the Senate who is,

[Sahabzada Yaqub Khan]
I hope present here this morning, unless he has deserted us, I mean Dr. Mahbubul Haq, the credit for this visionary idea must really go to him. It is far-sighted, it is facund and it has great possibilities for the future. Who could deny that in development, human resource or the human being is the central agent — the main instrument of progress and the richest resource — infinitely richer than gold or oil or copper or the many other advantages that countries enjoy. Therefore, to concentrate on human resource is to concentrate on the key of development in a long range perspective. Surely, countries like those of SAARC which have a commonality, a shared experience after the colonial era must focus on and must bring to central stage human resources and basic needs.

Education was an area that was introduced among the subjects for cooperation and who can dispute the centrality and the transcendental importance of this subject to the extent that it transforms the human being and liberates his potentialities to the fullest extent. Then come the programmes lauched for combating drug abuse — a scourge that is beginning to eat into our entrails, quite apart from its moral opprobrium and the evils that the very word 'drug' brings with it. Efforts to combat environmental degradation is another subject which is of great interest to all the countries concerned particularly the ones that are members of SAARC. The visitation of floods, the devastations that result — our memories are still fresh regarding the sufferings that we ourselves have gone through, not to speak of the sufferings of our brethern in Bangladesh an other SAARC country. These are focal issues and these indeed are significant gains which cannot be set aside or ignored.

A point was made, Mr. Chairman, that small countries were ignored or did not play their full part in SAARC. It is an unjustified allegation that this has happened. Each country is sovereign and was able to play a soverign role, all were equal participants and above all decision in the SAARC forum, according to the charter is on the basis of unanimity. So, no country big or small can be ignored. All countries contributed fully during the SAARC Summit towards the adoption of the Islamabad Declaration which is a Declaration of great moment and of great significance.

As regards bilateral meetings with India, obviously they attracted wide publicity. Why did they attract wide publicity? Because it is with India that we have major problems. It is India

which in a way influences our foreign policy and lies at its heart. Is it not right and proper? Is it not natural that on a visit that took place for the first time of a Prime Minister of India to our country when we have so many problems to discuss — problems that have been enumerated by the honourable Members and problems that inflame our environment which we wish to see return to a position where it is free from tension, that we should have discussed those matters ? So. it was right and proper. Would it not have been very incongruous if this visit of the Indian Prime Minister representing a country with which we have such grave and serious problems which we are trying to solve, this opportunity should not have been used to try to see if we can move forward towards reducing tension and arriving at tension free relations at a time when the security environment in Pakistan makes us so vulnerable at more fronts than one.

Further more, it drew publicity because several concrete and important steps were taken and dialogue was started without compromise of principles. These talks have been acclaimed not only by friends of ours abroad but they have been acclaimed and looked upon with approbation all over the world even if they move us a little bit, only to a modest extent closer to understanding. I am sure that the opposite is not true — that we do not want a confrontation with India, that it is not in our national interest or indeed our security interests that we should have an inflamed border. The memories of the concentrations that took place, the brasstack exercises and how it created within the country a stir and a degree of sense of insecurity, almost of grave apprehensions are not far away. Memories should not be so short. We should try to move forward to see without compromising our position on any of the issues to some of which I have made a mention here and on which the honourable Senators have dwelt that those issues we need to tackle. We need to tackle them through peaceful means and to ensure that in so doing we do not in any way compromise or accept erosion of our sovereignty or its abridgement in any way.

Thank you Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ سیاسی صورت حال پہ چونکہ بحث جاری رہے گی۔ کیونکہ ہم اسے آج conclude نہیں کر سکتے ہیں اس لئے میرے خیال میں ایجنڈے کا جو آخری آئٹم ہے call attention notice جو قاضی صاحب کی طرف سے موصول ہوا ہے اس کو ہم take up کرتے ہیں۔

جی قاضی حسین احمد صاحب

CALL ATTENTION NOTICE RE: MUSIC 89, PROGRAMME TELECAST ON 23-1-89

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! میں نے اپنے call attention notice میں حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی کہ ٹیلی ویژن پر جو 'میوزک ۸۹' کے عنوان کے تحت رقص و سرود کی محفل دکھائی گئی جس میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مخلوط رقص پیش کر رہی تھیں۔ اس سے شہریوں میں بہت اضطراب پیدا ہوا ہے۔ اور اس اضطراب کی علامت یہ ہے کہ اخبارات کے دفاتر میں ٹیلیفون کالز کا تانتا بندھ گیا ہے اور اس کا "جنگ" اور "نوائے وقت" دونوں اخباروں نے شہ سرخیوں سے ذکر کیا ہے۔ جناب والا! اس دور میں جب کہ اپنی سرحدوں پہ ہم خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہمارے مغربی سرحد پر بھی اور مشرقی سرحد پہ بھی خطرات ہیں اور ہم داخلی پریشانیوں سے بھی دوچار ہیں ابھی کل کی بات ہے کہ سکھر میں فساد ہوا ہے اور اس میں ایسی کیفیت

...... کہ جس میں بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا تھا اتنے اہم مرحلے پر اور ایسے خطرات کے موقع پہ ہمارے لوگوں کو بے حس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے رقص و سرود کی محفلیں دکھا کر ہمارے فاضل وزیر خارجہ نے ابھی کہا ہے کہ ہمیں اپنے کلچر کے بارے میں قطعاً کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیئے اور ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ

"Our ancestors came to this country with Quran in one hand to preach and sword in the other to protect it"

جنابِ والا! اس طرح کی باتیں تو کی جاتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم قرآن اور جہاد دونوں کے تارک بن گئے ہیں قرآن کو بھی ترک کر دیا ہے جہاد کو بھی ترک کر دیا ہے اور رقص و سرود اور موسیقی کے ہم خوگر ہو گئے ہیں اور یہ اقبال کا شعر ہے جس میں وہ تقدیر امم کے متعلق بتاتے ہیں ۔ علامہ اقبال جو مفکر پاکستان تھے ان کی تعلیمات پہ کوئی بھی کان نہیں دھرتا بہر حال انہوں نے یہ کہا ہے ۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جب کوئی قوم عروج کی طرف جاتی ہے جب وہ پیش رفت کرتی ہے ۔ تو اس وقت اس کے ہاتھ میں شمشیر و سناں ہوتی ہے اور جب بھی آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی قوم زوال پذیر ہے وہ انحطاط پذیر ہے تو اس وقت آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے ہاتھ میں طاؤس و رباب ہوتا ہے ۔ یہ اس قوم کا آخری مرحلہ ہوتا ہے ۔ جنابِ والا! یہ قوم جو بڑے عزائم اور تمناؤں سے وجود میں لائی گئی تھی جس میں بقول وزیر خارجہ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار ہونی چاہیئے اور دوسرے ہاتھ میں قرآن ہونا چاہیئے وہ قوم اب مخلوط محفلوں میں رقص و سرود سیکھ رہی ہے ۔ اس کو رقص سکھایا جاتا ہے ۔ جنابِ والا ابھی حال کی بات ہے ۔ ہماری وزیر اعظم نے جہاد افغانستان کو سول وار کہہ دیا جس کو ہم نے build کیا جس کی پشتیبانی کی جس کو ہم نے ساری دنیا میں متعارف کرایا جس پہ ہم نے فخر کیا کہ ہم نے افغان قوم کی پشتیبانی کر کے اس کا ساتھ دے کر روس جیسے دشمن کو اور روس جیسی سپر پاور کو یہاں سے پسپا کرانے میں مدد دی ہے اس کے بارے میں ہماری وزیر اعظم کہتی ہے کہ یہ سول وار ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے کلچر کے لئے کوئی خطرہ کوئی فکر مندی نہیں ہونی چاہیئے ۔ حالانکہ یہ بھی اقبال نے کہا ہے ۔

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

[Qazi Hussain Ahmed]

یہ جو حق اور باطل کے درمیان شرکت ہے جس کو ہمیں بنایا جاتا ہے کہ اپنے کلچر کے لئے alien cultures کے لئے دروازے کھولو کھڑکیاں کھولو جنابِ والا! یہ اسلام کی فطرت کے خلاف ہے اور یہ جو طریقہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ٹی وی پہ پالیسی بدل کر رقص و سرود اور موسیقی کا اپنایا ہے میں ان کو بتاتا ہوں یاد دلاتا ہوں پہلے بھی یہ ان کے زوال کا سبب بنا تھا اور اب بھی ان کے زوال کا یہ سبب بنے گا یہ لوگوں کے ردِ عمل سے نہیں بچ سکیں گے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب اس پر ڈبیٹ، مجھے افسوس ہے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے منسٹر صاحب اس پر اپنی سٹیٹمنٹ دے دیں۔

قاضی عبداللطیف: جناب میں نقطۂ وضاحت پر کھڑا تھا۔ اس کے اندر میرا بھی بیان ہے۔ یہ ہماری مشترکہ ہے۔ میں نقطۂ وضاحت پہ کھڑا ہوں۔ جنابِ والا!

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا فرمائیے۔

قاضی عبداللطیف: میں وزیر خارجہ کا ممنون ہوں انہوں نے جو ارشادات فرمائے وہ قیمتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ شاید میں نے یہ کہا ہے کہ شملہ معاہدہ ختم ہوا ہے۔ شاید الفاظ میرے یہ تھے کہ سیاچین میں شملہ معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ معاہدے کے خاتمے کے ہم قائل نہیں ہیں۔ نہ ہم ختم کرنا چاہتے ہیں اور نہ جو ہم معاہدہ کرتے ہیں اس کو پھینکتے ہیں جب تک دوسرے جانب سے اس کی خلاف ورزی نہ ہو۔ میرے جو الفاظ تھے غالباً وہ یہ تھے کہ سیاچین میں اس معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ جہاں تک تعلیم اور ثقافت کو ضروریاتِ انسانی سے ملانے کا تعلق ہے وہ ہمارے اور ان کے درمیان کتنے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بعد بین المشرقین ہے اس کو آپس میں نہ ملایا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ میرا اور قاضی حسین احمد صاحب کا مشترکہ نوٹس تھا،

میں عرض کر دوں گا کہ ہم نے تاریخ کے تجربے سے بھی سبق حاصل نہیں کیا۔ جس طریقے سے پہلے میں نے ایک حوالہ دیا تھا روم کی حکومت کا۔ اس وقت بھی یہی صورت وہاں ہو رہی تھی کہ وہاں پر یہ تجربات کئے جا رہے تھے کہ اس طریقے سے ساز و سامان آگے لایا جائے، ساز آگے لایا جائے اور عورتوں کو آگے لایا جائے۔ ناچ دکھلایا جائے۔ پیپلز پارٹی کو ہم یہ مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ یہ جو آپ اپنا پروگرام لوگوں کے گھروں تک خود پہنچا رہے ہیں یہ آپ سے نفرت کا باعث بنے گا لہذا مہربانی کر کے اس کو چھوڑ دیجئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی قاضی صاحب۔ جناب منسٹر فار جسٹس۔

سید افتخار حسین گیلانی: جناب چیئرمین صاحب میں بڑا مشکور ہوں اس نصیحت کا کہ کیا ہوگا پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کے ساتھ بہرحال آج صبح متعلقہ محکمے کو یہ نوٹس ملا۔ اور وہ جواب تیار نہیں کر سکے کیونکہ صبح ہی آج اس کال اٹینشن کا نوٹس ملا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو کسی اور ڈیٹ کو آپ اس جواب دیں گے؟

سید افتخار حسین گیلانی: اس پر اگر کچھ اور چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سٹیٹمنٹ ہی تو وہ چاہتے ہیں۔

سید افتخار حسین گیلانی: سٹیٹمنٹ نیکسٹ اجلاس پر میں دے دوں گا۔

قاضی حسین احمد: جناب سٹیٹمنٹ دینا تو ان کے فرائض میں سے ہے۔ رولز آف پروسیجر کے مطابق۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ دیں گے لیکن انہیں مجبوری ہے۔

قاضی حسین احمد: ان کی مرضی نہیں ہے ان کا فرض ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں قاضی صاحب وہ چونکہ جاوید جبار صاحب ہیں نہیں انہوں نے اپنی مجبوری کا اظہار بڑے مخلصانہ طریقے سے کر دیا۔ وہ سٹیٹمنٹ بعد میں دے دیں گے۔

قاضی حسین احمد: رولز کے مطابق ان کو اگلی سٹنگ کے آخر پر دینا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلی سٹنگ کے آخر پر دے دیں گے۔ شکریہ جی۔

Now, the House is adjourned to meet again on 9th February 1989 at 5.45 in the vening.

[The House adjourned to meet again at five forty five of the clock in the evening on Thursday the February 9, 1989].

PCPPK–Litho/2665(88-89) Senate–6-6-1991–300.